

# مہلالِ حرم

نعتیہ کلام



مہلالِ جعفری

---

# ہلالِ خرم

ہلال جعفری

مکتبہ اہل قلم ○ ملتان

---

## جملہ حقوق محفوظ

بار اول	۱۹۸۳ء
مطبع	سید الیکٹرک پریس خان
تعداد	ایک ہزار
ناشر	مکتبہ اہل علم خان
خطاطی	رحمت علی رشیدی
قیمت	۱۳۰ روپے



# تعارف

نام \_\_\_\_\_ سید اشرف علی جعفری

تخلص \_\_\_\_\_ ہلال جعفری

وطن \_\_\_\_\_ ریاست الور (راجپوتانہ)

ولادت \_\_\_\_\_ ۱۹۲۱ء

والد گرامی کا نام \_\_\_\_\_ سید اوصاف علی جعفری

ہلال جعفری، ۴۷ء میں ملتان آئے اور تاحال اسی مدینہ الاولیاء میں سکونت پذیر ہیں۔ وسیلہ معاش تجارت ہے۔

پتہ \_\_\_\_\_ ۱۱۹۔ مہربان کاونٹی سول لائن روڈ ملتان

## ڈاکٹر ہلال جعفری کی نعتیہ تصانیف

زیر طبع

کاسۂ ہلال (نعتیہ قطعات)

مطلع انوار (تضمینیات)

مطبوعہ

جانِ رحمت

معراج مصطفیٰ

طلوعِ سحر

ہلالِ حسام

## ہلالِ حرم

### فیضانِ نعت (تعارف) ۱۱

۱۔ ہلالِ جعفری — ۱۵

۲۔ گزارش —

### تاثرات (نثر)

۳۔ حضرت علامہ احمد سعید کاظمی — ۱۶

۴۔ جناب رئیس احمد جعفری — ۲۱

۵۔ مولانا مہر القادری — ۲۸

۶۔ پروفیسر حضرت عاصی کرمانی (ہلالِ جعفری اپنے تخلص کے آئینے میں) — ۲۹

۷۔ پروفیسر جناب جابر علی ستید — فلیپ

۸۔ استاد الشعراء حضرت عزیز حاصل پوری — ۳۵

۹۔ جناب مولانا غلام مصطفیٰ صاحب رضوی، چیرمین زکوٰۃ و عشر کیٹی ضلع ملتان — ۴۸

۱۰۔ جناب اقبال ساغر صدیقی صاحب، ریڈیو نٹ ایڈیٹر روزنامہ امروز ملتان —

- ۱۱ — جناب ڈاکٹر صبوحی دہلوی رضوی — ۴۰  
 ۱۲ — جناب سید ظہیر الحسن صاحب رضوی ڈپٹی ڈائریکٹر تعلقات عامہ ملتان — ۴۱  
 ۱۳ — پروفیسر جناب انور جمال ( ہلال جعفری کی نعت ) — ۴۲

## منظوم تاثرات

- ۱۴ — استاد الشعراء حضرت عزیز حاصل پوری ( قطعہ تاریخی ) — ۴۳  
 ۱۵ — حضرت ایاز صدیقی — ۴۴  
 ۱۶ — سید ہلال جعفری — ۴۵  
 ۱۷ — حسن تصورات نہ حسن تعلقات — ۴۶  
 ۱۸ — عین مقرب خداصل علی جینا — ۴۸  
 ۱۹ — جو ذرے ملے مجھ کو مدینے کے سفر میں — ۵۰  
 ۲۰ — یہ در عقدہ کشا ہے یہاں ایسا تو نہیں — ۵۱  
 ۲۱ — آئینے میں نہ صنعت آئینہ گر میں ہے — ۵۲  
 ۲۲ — یہ عظمتِ غبارِ دیارِ رسول ہے — ۵۳  
 ۲۳ — آسمان مل گئے زمینوں سے — ۵۴  
 ۲۴ — ہر دور میں یہ ذکر کتابوں میں رہے گا — ۵۶  
 ۲۵ — مشفق کوئی دنیا میں ہو ایسا تو دکھائے — ۵۷  
 ۲۶ — وصفِ جمالِ یار کے جارِ باہوں میں — ۵۸  
 ۲۷ — جو پہلا باب کتابِ ازل کا کھولا ہے — ۵۹  
 ۲۸ — ہر زاویے سے نور کا پسیر دکھائی دے — ۶۱  
 ۲۹ — کیوں نہ پھر ساحلِ رحمت پہ سفینہ ٹھہرے — ۶۲  
 ۳۰ — نہیں ان کے اوج کی انتہا حد لامکاں سے گذر گئے — ۶۴  
 ۳۱ — اپنے منگتوں کو بہاں میں شانِ سخا دیتے ہیں — ۶۶



- ۳۲ — فقر کی شان بھی کس درجہ حسیں ہوتی ہے — ۶۷
- ۳۳ — پھر نقاب رُخ اٹھا پھر چہرہ انور دکھا — ۶۸
- ۳۴ — ابتدا کیسے انتہا کیسے — ۶۹
- ۳۵ — اُبھے پڑے ہیں گیسوئے دیوانہ حجاز — ۷۰
- ۳۶ — پردہ اٹھا رہا ہے کوئی جلوہ گاہ کا — ۷۱
- ۳۷ — اگر دل آشنائے غم نہیں ہے — ۷۲
- ۳۸ — حدیث درد رقم کر گئے جو دیوانے — ۷۳
- ۳۹ — جہاں جہاں رہ طیبہ کی چاندنی دکھی — ۷۴
- ۴۰ — دیکھا انہیں سرکار نے رحمت کی نظر سے — ۷۵
- ۴۱ — مانا خدا نہیں تو حبیب خدا تو ہے — ۷۶
- ۴۲ — یقیناً موت میری زیت کے سانچے میں ڈھل جائے — ۷۷
- ۴۳ — یارتِ تنہا ہے کہ جب نکلے میرا دم — ۷۸
- ۴۴ — مٹی جہان کی تیرہ شبیہ دینے سے — ۷۹
- ۴۵ — اے خوشا جب تک میں فکرِ نعت میں ڈوبا رہا — ۸۰
- ۴۶ — داغِ الفت ترا اس درجہ نمایاں ہو جائے — ۸۱
- ۴۷ — اگر نصیب نہ وہ سنگِ آستان ہوتا — ۸۲
- ۴۸ — مینہ برستے ہے دہاں ابرِ سخا کی صورت — ۸۳
- ۴۹ — گُن کے انوار سجانے کے لئے آپ آئے — ۸۴
- ۵۰ — ہر نفس میرا غریقِ بحرِ عصیاں ہے تو کیا — ۸۵
- ۵۱ — درِ نبی پہ مجھے پامال ہونے دو — ۸۶
- ۵۲ — طیبہ کی سرزمین ہے یہ صحنِ حرم نہیں — ۸۷
- ۵۳ — اشکِ دامن پر سبجے پلکوں کو زیبائی ملی — ۸۸
- ۵۴ — ہر ذرہ رہ طیبہ کا انجم ہے قرعہ — ۸۹

- ۵۵۔ جو بخشش پہ نگاہِ مُرشدِ میخانہ آتی ہے — ۹۹
- ۵۶۔ حد کی شان کا مفہوم تیرے نام میں ہے — ۱۰۰
- ۵۷۔ جب جلوہ گر جہاں میں مہ آئینہ ہوا — ۱۰۱
- ۵۸۔ تری نگاہ کا شہرہ جہاں پتا ہوں میں — ۱۰۲
- ۵۹۔ اسیرِ زلفِ محبت رہیں دامِ ترا — ۱۰۳
- ۶۰۔ پھر یہ گم ہے صاحبِ بدرالدجے کی راہ میں — ۱۰۵
- ۶۱۔ حشر میں نامہ اعمال جو کالے ہوں گے — ۱۰۶
- ۶۲۔ وہ بھی دن ہوگا کہ رُخ اُن کا ادھر بھی ہوگا — ۱۰۷
- ۶۳۔ سراپا ترا دیکھ کر اللہ اللہ — ۱۰۸
- ۶۴۔ جو نحو و صفتِ سیدِ الاتبار ہو — ۱۱۰
- ۶۵۔ ککشاں کی مانگ سے یہ آئینہ ہے آج بھی — ۱۱۲
- ۶۶۔ جب وہ جلوہ گرِ نبی آتی — ۱۱۴
- ۶۷۔ جو آیا ترے سائے میں کملی والے — ۱۱۵
- ۶۸۔ آقا یہ ہلالِ آپ کا منگتا ہے گدا ہے — ۱۱۷
- ۶۹۔ بالیں پہ آکے آپ نے جلوہ دکھایا — ۱۱۹
- ۷۰۔ بصدِ نیاز بہ عجزِ کمال کہہ دینا — ۱۲۱
- ۷۱۔ سائل ہوں ہلالِ اُن سے اُنہیں مانگ رہا ہوں — ۱۲۳
- ۷۲۔ رُخ کر بیا اللہ کی رحمت نے ادھر کا — ۱۲۵
- ۷۳۔ اے شفیعِ اُمم لے ایس اُمم تجھ کو زہرا کے تارِ بردا کی قسم — ۱۲۷
- ۷۴۔ دمِ تزئینِ آب و گل نہ جلنے کیا خیال آیا — ۱۲۸
- ۷۵۔ اُنہیں ہلال کی رُودادِ غم سنائی ہے — ۱۲۹
- ۷۶۔ یہ کس کی طلب ہے، یہ کس کی لگن ہے، یہ رہ رہ کے کس کا پیام آرہا ہے — ۱۳۰
- ۷۷۔ بادشاہوں سے شہنشاہوں سے برتر ہو گیا — ۱۳۱



- ۷۸ — تُو دستِ لم یزال کا ایسا کمال ہے — ۱۳۳
- ۷۹ — وصف کس منہ سے کروں بار الہ تیرا — ۱۳۵
- ۸۰ — ہزار لغزش نے کیا ملول مجھے — ۱۳۷
- ۸۱ — گلشن کا افتخار ہیں کلیاں لئے ہوئے — ۱۳۹
- ۸۲ — میرے غم کا مداوا خالقِ تقدیر ہو جائے — ۱۴۰
- ۸۳ — ہر ایک بندِ سلاسل سے ماورا ہوں میں — ۱۴۱
- ۸۴ — عافیت مانگو نہ دریا کا کنارہ مانگو — ۱۴۲
- ۸۵ — بصد نیاز صبا کہنا کلی والے سے — ۱۴۳
- ۸۶ — اک گل ہے کہ جس میں نہیں کانٹے کا گھاٹ تک — ۱۴۵
- ۸۷ — فلک سے بھی کہیں اُونچا مقامِ فرشتیاں ہوگا — ۱۴۶
- ۸۸ — تیرا کرم خدا کے کرم کی دلیل ہے — ۱۴۷
- ۸۹ — بساطِ بزمِ عالم مطلعِ انوار ہو جائے — ۱۴۸
- ۹۰ — تھی بے جا جن کے لئے آبِ بقیع سے پہلے — ۱۴۹
- ۹۱ — وہ اپنے لئے دُرِ ثمنیں رول رہے ہیں — ۱۵۰
- ۹۲ — غمِ رسول میں پھر اشک بار ہوتے دو — ۱۵۲
- ۹۳ — آنا مایوس نہ ہوئے دلِ ناکام ابھی — ۱۵۳
- ۹۴ — وہ لالہ زارِ سدا بے خزاں نظر آیا — ۱۵۴
- ۹۵ — سکونِ زیست ہے دل کا قرار ہے ساقی — ۱۵۵
- ۹۶ — مری ہستی کا ہر ذرہ چراغِ طور ہو جائے — ۱۵۶
- ۹۷ — پوچھے نہ کوئی مجھ سے میں کیا ڈھونڈ رہا ہوں — ۱۵۷
- ۹۸ — مقدر اس قدر ہے ادج پر دیکھا نہیں جاتا — ۱۵۸
- ۹۹ — تکمیلِ کائنات کا عنوان تمہیں تو ہو — ۱۵۹
- ۱۰۰ — قابِ قوسین سراپا تری رعنائی کا — ۱۶۰

- ۱۰۱ — پیشِ نظر ہے جلوہ رسالت مآب کا — ۱۶۱
- ۱۰۲ — نظر والوں نے دیکھا ہے نظر والوں کا ایماں ہے — ۱۶۲
- ۱۰۳ — بندہ ہے مگر فوری مجھے کی طرح ہے — ۱۶۳
- ۱۰۴ — میری دعاؤں کو وہ درجہ قبول ملے — ۱۶۵
- ۱۰۵ — موج کوثر کو تری چشمِ عطا تک دیکھا — ۱۶۶
- ۱۰۶ — نادم ہوں دل سے خوفِ قیامت نکال دو — ۱۶۷
- ۱۰۷ — دامنِ شرکاں اگر اشکوں سے نم ہوتا رہے — ۱۶۸
- ۱۰۸ — وہ گھر ہمیشہ نور کی بارہ دری رہے — ۱۶۹
- ۱۰۹ — آئی تھی کیا حلیمہؓ مقدر لئے ہوئے — ۱۷۱
- ۱۱۰ — کیا وصف لکھوں آیہٴ رحمتِ نظری کا — ۱۷۲
- ۱۱۱ — ہر ایںِ حسنِ کرم دیں گے ہر ایںِ شانِ سخا دیں گے — ۱۷۳
- ۱۱۲ — محمد مصطفیٰؐ کا روئے تاباں دیکھنے والے — ۱۷۶
- ۱۱۳ — اگر طیبہؓ نہ ہوتا دیکھنے کو — ۱۷۷
- ۱۱۴ — نسبِ بقول گیا غم جوئے اہلِ ستم سے — ۱۷۹
- ۱۱۵ — غمِ رسولؐ کی دولت کو پاس رہنے دے — ۱۸۱
- ۱۱۶ — ترے جلوؤں سے انوارِ حقیقت دیکھنے والے — ۱۸۲
- ۱۱۷ — سجدے جو رہیں درجائیاں نہیں ہوتے — ۱۸۳
- ۱۱۸ — یہ تسلسلِ اشک ہائے دیدہٴ خوئے بار کا — ۱۸۵
- ۱۱۹ — ہیں حلقہ ہائے زلفِ محمدؐ خیال میں — ۱۸۹
- ۱۲۰ — کچھ ایسا تصور میں ترے محو ہوا ہو — ۱۹۰



## فیضانِ نعت

میں نے جس گھر میں آنکھ کھول اس کو ذکرِ رسول صلی علیہ وسلم کی تابانی سے منور پایا  
 ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گداز مجھے ورثے میں بلا ہے۔ میرے والدین (خدا انہیں اپنے  
 جوارِ رحمت میں رکھے) عاشرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یوں تو تمام شہر میں گھر گھر  
 محفلِ میلاد کا چرچا تھا۔ میرے والد صاحب قبلہ (میرا وصاف علی جعفری) جو محفلِ میلاد اپنے مکان  
 پر منعقد کرتے اس میں بڑا اہتمام ہوتا تھا۔ تمام گھر جگہ تمام محلہ بقعہ نور بن جانا تھا اس محفل میں دُور  
 دُور سے نعت خواں حضرات شمولیت فرماتے تھے۔ سامعین کرام بھی بڑے حسنِ عقیدت کے ساتھ  
 جوق در جوق تشریف لاکر شریکِ محفل ہوتے تھے۔ جن میں اکثر لوگ بادِ ضو ہوتے تھے۔ نعت خواں  
 حضرات میں شاید ہی کوئی ایسا ہو کہ جو بغیرِ وضو نعت پڑھتا ہو۔ تمام رات درود و سلام کی بارش  
 رہتی تھی۔ رات کے پچھلے پہر جب سلام پڑھا جاتا تھا میں اس منظر کی کیفیت تحریر میں نہیں لاسکتا  
 گودہ زمانہ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ مگر آپ یقین جلیے آج بھی میرا یہ عالم ہے کہ جب بھی  
 کبھی میں اس تصور سے گزرتا ہوں تو میری آنکھیں پُر نم ہو جاتی ہیں۔ تمام جسم میں ایک ہل  
 سی دوڑ جاتی ہے۔

میرے والد صاحب قبلہ کا تو یہ عالم ہوتا تھا کہ ضعیفی کے باوجود (ویسے بھی اکثر بیمار  
 رہتے تھے) محفلِ میلاد میں از ابتدا تا انتہا بارگاہِ رسالت میں دست بستہ حاضر رہتے تھے۔  
 چمکیں آنسوؤں سے سچی رہتی تھیں ریشِ مبارک پہ آنسو بہہ بہہ کر جمع ہو جاتے تھے۔ لب پر  
 درود و سلام ہاتھ میں تسبیح جب تک سرکارِ دو عالم کی محفل سچی رہتی آپ کا یہی عالم رہتا۔

میری والدہ محترمہ نے خدا نہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرماتے، مجھے بچپن میں تین باتوں سے منع فرمایا تھا۔ اول بڑی سگریٹ نہ پینا دوم نعت کو ذریعہ معاش نہ بنانا سوم نعتیں بغیر وضو نہ پڑھنا۔ الحمد للہ یہ تر دامن ان تینوں باتوں کا سن شعور سے لیکر تادم تحریر سختی سے پابند چلا آ رہا ہے۔ میں خدائے عزوجل کا کس منہ سے شکر یہ ادا کروں کہ اس نے رحمت کو نہیں کے صدقے سے مجھ کو اس عمل میں استقامت عطا فرمائی۔ اگرچہ زندگی میں کچھ ایسے مراحل بھی آئے کہ معاشی بد حالی سے بھی دوچار ہونا پڑا

توادر مطلق کی یہ مشیت تھی کہ ایک نعت خواں کو صاحب شوق القبر کی رحمت سرائی کا اعزاز بخشا جائے۔ اس لئے اس کو ہلال کے تخلص سے سرفراز فرمایا گیا۔

غم سے ہوں مالا مال کہتے ہیں      واقعہ راز حال کہتے ہیں  
نعت گو ہوں مہ رسالت کا      مجھ کو "اشرف" ہلال کہتے ہیں

یہ حقیقت ہے کہ کسی کے قابل مدح بننے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ وہ کائنات کے سب سے بڑے سزاوارتائش، مستحق تعریف اور حقدار منقبت کی تعریف کرتا رہے اور ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ اذلی مستحق تعریف، لائق ثنا اور قابل رحمت اس بزم کائنات میں ذات خدائے عزوجل کے بعد صرف وہی ایک انسان کامل ہے جس کے نام پر بچپن درود و سلام پڑھتی ہیں اور جس کی قیادت تک دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے پکارتی رہے گی۔

یہ فیضانِ نعتِ آیہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیسا ہے کہ مجھ جیسا کم مایہ انسان جو دوسروں کی نعتیں یاد کر کے محفلوں میں پڑھتا رہا ہو اور جب وہ سن شعور کی منزل کو پہنچتا ہے تو ان کا کرم اس کو ملک کی دولت سے نوازتا ہے پھر اس کو نعت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعورِ فن عطا کیا جاتا ہے۔

اب واقعہ یہ ہے کہ شعر و سخن سے دلچسپی کسی کو قصداً نہیں ہوتی بلکہ یہ سوز و گداز کی چکاری خدائے پاک کی ہوتی ہے۔ اور پھر فرمیں دل و دماغ کو پھونک ڈالتی ہے۔ مجھ جیسے سوختہ سامان پر بھی اسی نادیہ تجلی کا ظہور ہوا اور آپ نے پوچھنے کہ کس طرح ہوا۔ مگر میں آپ کی توجہ



مبدل کرانے کی کوشش کروں گا کہ یہ جذبات کی چنگاریاں کس صورت میں صاعقہ پاشش ہوئی اور کیسے کائناتِ دل و دماغ روشن ہوئی یہ انہیں کی خاکِ قدم کا فیض ہے کہ ان نعمتوں نے ہمارے ”کے“ کی صورت اختیار کر لی ہے اور میرے لئے یہ باعثِ صدمہ و مسرت ہے کہ ان کیفیات کو بیجا کر کے آپ کے مطالعہ کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ اس سے قبل تین مجبوسے جانِ رحمت، معراجِ مصطفیٰ اور طلوعِ سحر پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہوں اس لحاظ سے چوتھا مجموعہ کلام پیش خدمت ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ فنی حیثیت سے اس کا معیار کیسا ہے۔ صاحبانِ فن اور اربابِ نقد و نظر ہی اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ میں تو صرف اس قدر جانتا ہوں کہ ”کے“ دل و دماغ کی زبان نے سچے جذبات کی ترجمانی کو اپنا شعار بنایا ہے اور یہی سچائی میری شاعری کا محور ہے اور میری کیفیت یہ ہے کہ سوائے ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی موضوع شاعری پسند نہیں۔

### قطعہ

رنگِ چمن قبول نہ حسنِ چمن قبول      سرِ چمن نہ بونے گل و نسترِ قبول  
جس میں ہلالِ ذکرِ گلِ ہاشمی نہ ہو      وہ خلوتیں قبول نہ وہ انجمنِ قبول  
میں اس رنگ میں ایسا جذب ہو گیا ہوں کہ یادِ مدینہ اور ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
دندانے اُدشوم کے علاوہ کوئی نہ کرے مجھے اچھا معلوم نہیں لگتا۔ دریاِ حبیب کا تصور وہاں  
کے منظر اور وہیں کے میل و تہار میرے دل و دماغ میں اس طرح پیوست ہو گئے ہیں کہ سوچتا  
ہوں تو وہیں کی باتیں دیکھتا ہوں تو وہیں کے جلوے وہیں کے مناظر، سُنا ہوں تو وہیں کے  
نغمے اور خیال آتا ہے تو اُسی فضلے پر نور کا

### قطعہ

علاجِ اک تراورد پیہم یہی ہے      مداویہی چارہ غم یہی ہے  
کے جلتے ذکر کو کئے مدینہ      کہ زخمِ کشت کا مرہم یہی ہے  
اس حقیقی رہنمائی کے بعد فنی رہنمائی کا ذکر نہ کرنا بھی کم ظنی کے مترادف ہوگا۔ اس لئے اس  
کا ذکر کرنا بھی میرے لئے باعثِ اعزاز ہے بلکہ بصدِ افتخار ہے۔ چنانچہ اس امر کا اعتراف  
کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ میرے اس کاروانِ شوق کو منزل سے روشناس کرانے میں

جن حضرات نے میری رہنمائی فرمائی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت ادب سیالی رحمۃ اللہ علیہ  
جناب ناصر درویشی رحمۃ اللہ علیہ جناب ستیہ صبرجی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جناب استاد صدیق انبالوی رحمۃ اللہ علیہ  
ان سے دیے بھی مجھے واہانہ عقیدت ہے یہ ایک صاحب دل انسان تھے (حضرت عاصی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ)  
حضرت عزیز حاصل پوری حضرت عزیز صدیقی حضرت ایاز صدیقی یہ سب حضرات میرے  
شکریہ کے مستحق ہیں۔

اگر آپ کو اس مجموعہ میں کچھ بڑے تو ان دوستوں کا فیضان سمجھئے بصورت دیگر میری کوتاہی  
میں تو ایک ویدان کے تحت فن سے بے نیاز ہو کر اپنی دھن میں نہ جانے کیا کیا کہہ جاتا ہوں  
اور سننے والے حضرات اسے کیا سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ میری اس کاوش کو سب کے  
سمجھنے کے قابل بنانے میں ان حضرات نے پورے خلوص کے ساتھ میری قدم قدم پر رہنمائی  
فرمائی ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے ان اساتذہ فنِ شعر کی خدمت میں بدیہ شکر پیش کرتا ہوں۔  
آغازی بات عرض کرنے سے قبل آپ سے چند سطور کی اجازت چاہوں گا جو کہ حقیقت  
پر مبنی ہیں اور اس کا اظہار کرنا میرے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ میری حرم محترم جو کہ تقریباً  
۴۱ سال سے میری زندگی کے سفر میں شریک سفر ہیں ان کا تمام خاندان عشق رسول کی دولت  
سے مالا مال ہے اور یہ بذات خود بھی اس کی لذت شناس ہیں۔ اور دیارِ رسول پاک کے جلووں  
سے اپنے نسب و نظر کو روشن کر چکی ہیں۔ مجھ پر احسان ہے اور میری منزل حیات کو روشن  
کرنے میں یہ برابر کی شریک رہی ہیں میں ان کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

ب میں اپنی گذارشات کو ختم کرتے ہوئے آپ سے عرض کروں گا کہ اگر ہلالِ حرم  
کے مطالعہ سے آپ کو اس میں کوئی کیفیت محسوس ہو تو مجھ گنہگار اور سیاہ کار کی جانب  
سے بھی اس سے کاربے کس پناہ کے حضور یہ درودِ پاک پیش کر دیجئے گا۔  
وما علینا الا لبلاغ المبین

ہلالِ جعفری

کہاں تھے کہاں سے کہاں آگے ہوں تری محنتوں کا صلہ پارہا ہوں  
ہیں آنکھوں میں آنسوؤں سے طلیحہ ہلالِ حرم پیش کرنے چلا ہوں

ہلالِ جعفری



## گزارش

بمختور مسرکار کونین صلی اللہ علیہ وسلم

جس طرح ایک مالی پھولوں کا گلدستہ بنا کر باغ کے مالک کی نذر کرتا ہے اور مالک گستاں اُسے مالی کا نذرانہ سمجھتے ہوئے قبول کرتا ہے اسی طرح اسے گلشن کونین کے مالک یہ ہلال جعفری بھی آپ کی عطا کردہ صلاحیتوں اور بصیرتوں کے چمنستان سے، شعار کی صورت یہ شکستہ پھول چن کر بہ ہر حسن عقیدت و احترام آپ کی نذر کرتا ہے اور رحمت کائنات سے امید رکھتا ہے کہ اس حقیر سی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں گے۔

اس لئے آپ کی شانِ اقدس میں خود خالق کائنات فرماتا ہے کہ  
وَمَا آتٰ مَلٰٓئِكًاۤ اِلَّا رَحْمَةًۭ يَّلٰغَاۤلِبُہِۨنَۙ

ہلال جعفری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حامد او صلیبا و صلیما

خارجہ شرف علی صاحبہ پلاچ جہوی کا لختہ

بجموعہ کلام "لال حس" پیشکش

عروض و قوافی اور شعر و ادب کے لحاظ سے تو میں

کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ میں اس فن سے دور

ورسطہ ہوں۔ البتہ "لال حس" کی ادبی شہرت سے

پیشکش کرنی بابت کچھ خیالات نہ ہو گا اگرچہ

مردم بزرگ ادب اور دانشور صحت گوئی ضرورتاً

تعام رکھیں گے۔ اس لیے کہ کلام میں ان کی شان

رکنہ دار ہے۔

اجابتاً خیرات محبت اور نصیحت و توبہ



کا تعلق ہے میرے ساتھ عفو و کرم  
 زیر نظر محو کلام زنی نظر آتی ہے  
 جلال صاحب نے جن لطیف انداز میں  
 صحبت کے ساتھ میری نجات پاگاہ رسا  
 میں پیش کیا ہے ان کو میری پسندیدہ بات ہے۔ بلکہ  
 میرے ذہن و دل اور کان و ذوق پر یہ سب ان کے انداز  
 کر سکتا ہے۔

میں نے مختلف مقامات سے زیر نظر محو  
 کا مطالعہ کیا۔ ایک ایک لفظ کو عشق و محبت  
 میں ڈوبا ہوا پایا۔ بالخصوص وہ حصہ خواہات  
 فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی تفہیم پر مشتمل ہے

[illegible]



				کامیابی	
				روایت	
				کامیابی	
				کامیابی	
				کامیابی	
				کامیابی	
				کامیابی	
				کامیابی	
				کامیابی	

لکھی کہ قابل قدر تصنیف پر مدد تیرا کہ پیش کر  
 سوتے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مدد فرمے  
 کو آواز دے اس نیک مارنا نہ کا بہترین صلہ مرشد  
 فرماتے اور ان کی کہ تصنیف کو قبول فرمے  
 شرف و بخشش

ح ایس دعا زمین و آسمان پر (ایسا باد

ایس دعا زمین و آسمان پر

۲۰ (۱۱) - ۱۳



اردو زبان نصیحت خزان، قصیدہ دل لبر  
 نلیوں سے مالا مال ہے، کس کا کوروی، امیر مینائی،  
 بیدم شاہ وارتی، بہر ادب گنجوں، زار کرم قصیدہ  
 مدد یقی و عینہ، کا حکم دینے نمن، زیان اور  
 قدرت حکم، اعتبار کے پر تاجدار۔  
 آپ ہے، لا مودنا الحمد و صفات برائے نام،  
 متغور مہ حکم میں جو جذبہ، در کف ہے  
 رستی قتال نہیں مل سکتی، (قبال سید  
 عشق رسول م میں ڈرب گر جو بہر

کھا ہے، دلی سے سالہا سال سے غبت نواں  
تو رہا ہوا !

رن مشہور رن نام شہور / کی صف میں  
عزیزت ہلاک ہفتیہ کلم کا مجموعہ جب ہوا  
دیکھا تو شوق ہجائے بے دلی کی نوا سے  
دیکھا، میرا خیال تھا یہ زمیں آسمان بن چکی  
اب اس میں مر یہ رفعت کا امکان نہیں  
ہے، یہی درق رنیتے الٹے بعض رنیتے  
نظر آ کر رک گئی، ہر شہنشاہ کا نوا دہ



پیر کے توجہ سے رہتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ  
 یہ ہے کہ عدل صاحب نے اس کے سینے میں  
 تھل بولے کہ وہ ہے، اور کمال یہ ہے کہ  
 رہتی رہتے رہتے تمام رکھی ہے،

عدل صاحب نے مکمل میں جوش ملی ہے  
 توجہ سے ہے۔ اور ان کی رہتے رہتے  
 رہتی رہتے رہتی رہتی رہتے رہتے  
 پیر کے توجہ سے رہتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ  
 یہ ہے کہ عدل صاحب نے اس کے سینے میں  
 تھل بولے کہ وہ ہے، اور کمال یہ ہے کہ  
 رہتی رہتے رہتے تمام رکھی ہے،

ہیں :  
 ترنا مایوس شد دل ناگام ارجی

ہیں دو عالم میں کہہ رام عالم ارجی

دردم ماروں کی آجائے نا آندام ارجی

آنے والا ہے سب یہ ترانام ارجی

میرے رہتا میں کمان تیرگی شام ارجی

ہیں تفتور میں نہ بنے درد بام ارجی

ان رشتہ کار کامش و فردش، درد مددیت

بہتر مع دل پر ایک عجیب کیفیت کا رہا کرتا

ع

ایک روز نامہ چھپا کر

پھولان پھانچ، بیماروں پہانچ، گھٹروں پہانچ

تو پالاش بیمار مکتب پر

ماروں کی، شفا کے پھول پہانچ

فریاد پہانچ، تاج پہانچ

رک رکھتا ہے جو دریا نہ کینیت ہے اس

رنگین اس جہاں پہانچ

مہینہ کی ایک شہر کی زبان



یہ لہلہ زار سدا ہے فزاں نوا آریا  
 مدینہ عیترت باغ جہان نوا آریا  
 سرد جہان و خدا کا جہان نوا آریا  
 تیرا نام، خدا کا نام نوا آریا  
 لہیں پناہ و غریباں کہاں رہا آریا  
 لہیں وہ چارہ بے چار گمان نوا آریا  
 اس کو حاصل تعب و تعبیدہ دیا آریا  
 کہ - انقشِ لفظِ باجہاں نوا آریا  
 عرصت سارہ کلام کیجے یہ

دشمنان، روح پرور اور دھندلے  
نفاست سے ملے ہیں

صبا کا سراپا پہنچا ہے، اسکی  
آواز ہے بھیجی میں جبین شریف

رکھیں رہا

۳۰. ۳۰. ۳۰

بدل صاحب کے لفظیہ قدم میں نغزل کی تعبیریاں بھی جا بجا ملتی ہیں  
 بعض مقامات پر انہوں نے بڑی سادگی کیساتھ جو خاتے مارے  
 افکار سے گوشتوں کا قاتل عطا کیا ہے۔ بڑی ٹھکانا اور  
 دیکھئے کہ بدل صاحب کے قدم و قول عام حاصل ہو۔ اور  
 آسمان پر چڑھ کر بدل بدر میں گر جائیں۔

ماہر اتفاق دہی

کراچی - ۱۳ جولائی ۱۹۶۳ء



## بلال جعفری

### اپنے تخصص کے آئینے میں

اچھا تخصص بھی خود کی دین سے ہے یعنی اپنے تخصص جس کی معنویت سے اپنی طرف تو شاعر کے فن کا تعارف ہو سکے دوسری طرف اس کی معنی جہتوں سے نیت سے مضامین سوچ سکیں تخصص کو بطور تخصص ہر خاص کرنا تو شعر کا ایک عمومی رویہ ہے نہ کہ تخصص کے بطن میں معانی و مضامین کی جو پر تہیں ہو سکتی ہیں ان کے حس سے اپنی شاعری کے رمز و راز بنایا تو ٹھیل تشبیہ و استعارہ اور دوسرے فن اور معنوی محاسن ایجاد کرنا ایک خاص اسلوب ہے جسے ہر شاعر نہیں برت سکتا۔ اس لئے بہت سی ریاضت بہت سی ذہانت اور بہت سے شعور و وجدان کی فہم و رشتہ ہے تخصص کو اس انداز سے برتنا بہت نامیت، زک و مصیبت عمل ہے۔ ساتھ ساتھ ایک خط ناک جہالت بھی جس میں ایک ذرا سی ہے حتیٰ علیٰ منقطع کے پورے حسن کو غارت کر سکتی ہے۔ اور کیونکہ منقطع نعت، غزل کے غمی بھہ نور، نثر کا وسیلہ ہے اس لئے اگر تخصص کے نام پر بہت تعالیٰ سے منقطع ہے اثر ہو جائے تو پوری نیت یا غزل کا اجتماعی اثر ضائع ہو جاتا ہے۔

کو یہ یاد رکھو کہ دھار پر چڑھنے سے تلوں میں ذرا سی لغزش ہوئی، ریت گر دے۔

جناب اثرات میں اپنی خوش بختی بدلہ اپنی رہنمائی کے سبب مبارک باد کے لائق ہیں کہ انہیں ایک چمکتا دمکتا تخصص کا تھکا دینا چاہیے۔ جس میں ایک جانب ان کے فن کا رمز یہ تعارف ہے جس طرح مدار روکشنی کے ساتھ آئینے سے منع کرتا ہے اور اپنی شخصیت

کو نشوونما کے مرحلے سے گزر کر مابہ کامل بناتا ہے گویا جناب ہاں جعفری کا فن بھی ہلال کی مانند ارتقا پذیر ہے۔ بقول اقبال :

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہ نو  
کمال کس کو ہے حاصل جہاں میں پتہ گم نہ ہو

یہ احساس کہ شاعر کا فن حالت سفر میں ہے اور منزل کی جانب رواں دواں ہے، خود شاعر کی حیات پر بڑا صحت مند اثر ڈالتا ہے۔ وہ کمال فن کی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوتا اور طالب فن کی حیثیت سے آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ اس طرح کی ریاضت اور سعی فن زندہ رہتی ہے اور وہ عظمت و تہمت کی منزلیں طے کرتا چلا جاتا ہے۔ دوسری جانب تخلص ہلال نے جناب ہاں جعفری کی سوج کوزرخیز اور مال مال رکھ ہے۔ اور ان کی شاعری کے اُفتخ پر مضمون آفرینی کے نئے نئے ستارے جگمگاتے ہیں۔ اگر سرسری طور پر غور کیا جائے تو ہلال کے تلامذے سے زیادہ سے زیادہ دو چار ہی اچھے مضامین سوچتے ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ جناب ہلال نے اس چمکتے لفظ سے بے شمار فروزاں خیالات اور تباہ کن مضامین، بھجارسے ہیں۔ انہوں نے سینکڑوں مقطعات کہے ہیں حمد، نعت اور غزل کے میدانوں میں بار بار اس لفظ کو استہام کیست اور بہر جد اس لفظ کے تلامذے سے نئے نئے معانی کی ہمار دکھلائی ہے۔ لفظ ہلال کی رعایت سے بہت سے ایسے اچھوتے مضامین جن میں تازگی بھی ہے، معنویت بھی اور لفظت فن بھی، تخلیق کرنا ان کے کمال شاعری بلکہ جوہر تحقیق کا آغلب ہے !

بہر لفظ ہلال کی جلد ہ سامانیوں و در خیال افروزیوں کی شاہیں پیش کرتے ہیں۔ ہلال جعفری نے اکثر و بیشتر نعتیں کہی ہیں اور مدوح خدا و کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصف نگاری، در مدحت طرزی کا حق ادا کیا ہے۔ ہلال جعفری کے یہاں تخلص کا ایک استعمال ہلال کی نشوونما اور ارتقاء پذیری کے ضمن میں ہے جس کے لئے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت اور وابستگی چاہتے ہیں ایسے موقع پر انہوں نے رعایت لفظی و معنوی سے کام لے کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے صفاتی کو اجرات اور بدل کو ان سے انتساب دے کر ذاتی کمال کی آرزو کی ہے

وہ رسوں خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاحب شوق لکھڑا، شب سہری، طیبہ، دہ دنی،  
 فروغِ آیہ طہ، شمعِ رسالت، آب، والشمس، جیسے تابندہ دھواکت پکارتے ہیں اور ہاں  
 کو نسبت دے کر نہایت خوبصورت مضامین پیدا کرتے ہیں مثلاً  
 میں سوچتا ہوں کہ کیسے گے گا لکھڑا میرا  
 بدل صاحب شوق لکھڑا جب آئیں گے

ماہِ طیبہ ہمدل کے گھر میں  
 آپ آئے تو روشنی آئی

بدل اب تجویزیں بھرے جواں، وہ طیبہ سے  
 ہر ک گوشہ تر سے لکھڑا کا متاع نور ہو جائے

۴ — رحمتِ عالم، جانِ کائنات، خیرِ موجودات، شرفِ دنیا، شاہِ دوسرا صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم جہاں تشریف رکھتے ہیں اور جس سرزمین کو ان کے قدم مبارک چومنے کی  
 سعادت حاصل ہوئی ہے اس سرزمین کا غبار وہاں کا ذرہ ذرہ دباؤ کی دھول  
 بھی اتنی منور ہے کہ اگر بدل کے چہرے پر اس غبار کا ایک ذرہ بھی پڑ جائے تو بدل  
 کا وجود اور تقدیر دونوں چمک اٹھیں۔ گویا اس خاک سے نسبت بھی ہوں کی قسمت  
 کو برسرِ اندک لے جائے شائیں دیکھئے :

چمک دہک میں یہ ماہِ تمام ہو جائے  
 بدل کو جو تر سے آستان کی دھول سے

زوسے بدل ماہِ درخشش دکھائی دے  
 اس پر ذرا سی خاک مہینے کی ڈال دو

۵ — مقام سے اس نسبت کو دہاں عروج حاصل ہو جائے جب سرزمینِ مدینہ کا مرکز نور



”گنبد خضرا“ شاعر کے تصور میں سمٹ آتا ہے۔ جس کے اندر حضورؐ کا جسد مبارک راحت فرما  
 سب اور جس کا ذرہ ذرہ کون و مکان کے عجز و نیاز اور عشق و عقیدت کا منظر ہوتا ہے۔  
 خضرا کے ساتھ گنبد کا لازمہ بدن کے لئے مضمون آفرینی کی تحریک بن جاتا ہے اور  
 عجب عجب مسرت انگیز خیالات ذہن سے ابھر کر کاغذ کی سطح کو جگمگا دیتے ہیں:  
 مثلاً: تم ہلاں، بس گنبد خضرا کو دیکھو غور سے  
 نور میں ڈوبا ہوا ہر زاویہ ہے آج بھی

بدل کسبہ خضرا سے پہلے  
 نہ ملتا تھا احبالا دیکھنے کو

۴۔ بدن کی فضا ہی ساخت سے بھی شاعر کو رنگ و رنگ خیالات سُرجھے ہیں ہلال کی  
 بنادش میں جو ایک خم ہے اس کی رعایت سے خم ابرو، ناخن، پاؤں، کاکل، سم، کھنکھلی  
 اور ساغ کی ساخت پر توجہ گئی ہے اور اس رعایت کے برتنے سے سوز و گداز، جذب جنوں  
 عنوان و وجدان، بجز وصال، دُعا و التجا، مدح و تحسین اور استمداد و استعانت کے  
 کیسے کیسے روح پرور اور دنواز مضامین زیب قرطاس ہوئے ہیں مثالیں ملاحظہ کیجئے:  
 خم ابرو: تو کس ابروئے نصیطنے کو ہتلاں  
 قاسب قرسین کی ادا کیجئے

ناخن پا: نسبت ہے اُسے پ کے اک ناخن پا سے  
 یوں ہی تو بدل تناسب پر نہیں خم

ہاتھ: یہ بھی کس کے کاکل پیچاں کا فیض ہے  
 حاصل منہم بدل کو جو ارتقب ہوا

سُبحِ اسب: اے ہلالِ نورِ مبارک جو۔ ترسے خم کس لینے  
ترسِ ماوردنی کا خمِ مقدر ہو گیا

کشکول: کشکول بجھ مثلِ ہلال آیا ہوں در پر  
ابروئے محمد کی ادا مانگ رہا ہوں

سائل کی صفت دیکھا ہلالِ فلک پر  
خمِ آپ کی دبیز پہ کاسے کی طرح ہے

کشتی: وہ اشارہ جو کریں، موجِ بلاصل کے ہلال  
میری کشتی کو بچانے کے لئے آپ آئے

ساغر: ساغر صفت ہلال ہے بزمِ نجوم میں  
ہے چرخ پر بھی گردشِ پیماۂ حجاز

۵۔ ہلال کی ساخت کے ساتھ ساتھ اس کا وصفِ باطنی یعنی روشنی بھی شاعر کے  
ذہن میں رہی ہے اور اس روشنی کے تلازمے سے شمع، جگنو، ستارے، لکشانِ آئینہ  
نیگینے اور گل کی صورتیں بھی ذہنِ شاعر میں جگمگاتی ہیں اور چمکتے دمکتے مضامین سے  
بزمِ قرطاس و قلم آراستہ ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں ایک مثال کافی ہوگی:  
چشمِ آئینہ اگر دیکھے تو حیراں ہو جائے

میں نے ہلالِ جعفری کے صیغہ سولہ مقطعے پیش کئے ہیں۔ ایک مختصر مضمون میں اس سے زیادہ  
گنجائش بھی نہیں۔ ان کے نعتیہ کلام کے مطالعے سے مزید مقطعے ہاتھ آسکتے ہیں۔ جن میں  
ہلال کی رعایت سے جذ و فکر کے اور بہت سے منور گوشے سامنے آتے ہیں اور اس انداز

سے ان کا خصوصی مطالعہ ان کے اسلوبِ نعت گوئی کے خطوطِ ہمارے سلسلے میں متعین کرتا ہے  
 اُن کے اس " " پر اظہارِ حیرت کرتے ہوئے اسے ایک فیضانِ خداوندی ہی کہا جاسکتا ہے  
 اور یہی دعا کی جاسکتی ہے کہ خُدا کرے ان کا جوشِ عقیدت زورِ بیاں اور جوہرِ تخلیق اسی  
 طرح مدحتِ آنحضرتؐ کا سرمایہ فراہم کرتا رہے اور بلال صاحبِ فخر و مسرت کے عالم میں اپنا  
 یہ شعر گنگناتے رہیں :

رکھا ہے کاسۂ دل میں بڑے حُسنِ عقیدت سے  
 بلالِ جعفری نے آسپ کی مدحت کا سرمایہ

عاصی کزنالی

۲۸ جولائی ۱۹۸۳ء

عاصی کزنالی



بعد آل حبیب کا یہ نعتیہ مجموعہ دوسرا قابل ہے کہ آنکھوں پر  
 لٹکا جائے اور سچے سے لٹکا لیا جائے، پرعت، پرستار، پرستار  
 اور یہ نفوذ عشق و رشتہ کے بحر بیکراں میں ڈوبا ہوا ہے جس سے  
 حبیب کلیم کی دماغی صمدیت اور بھی اُچاڑ ہوئی جلی جاتی ہے۔  
 زمان کی سنگدور وحدت انفاذ کی تریب دور سندش ایک غائب  
 مقام لیے ہوئے ہے۔

نعت رسالت میں خاصہ فرسائی شریعی نعتہ نظر سے جا بہت  
 دیکھ کر زور مرعلہ ہے، دین میدان میں وہی شخص حادثہ چٹائی کرکٹ  
 ہے جو محبت رسول اور شریعت و زہدی کو اپنے اپنے مقام پر رکھنے  
 کی قدرت رکھتا ہے، یعنی محبت و شریعت کے امتزاج میں سیر و فرق  
 نہ آنے کے۔ اوصافِ شریعت میں نعت گوئی ایک ایسی دھندلہ بازی  
 صنف ہے جس میں افراط و تفریط کی معمولی سی حرکت بھی شاعر کے ذہنی ذخیرے  
 سرمایہ کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ محمد مصطفیٰ اوصاف نامہ کہ

بعد آل حبیب دین معاملہ میں کافی حد تک معاملہ قائم ثابت ہوئے ہیں  
 انہوں نے اس میدان میں حتیٰ الوسع بیرون بیرون کر قدم رکھے ہیں اور  
 راستے کے نشیب و فراز بڑے دیکھ بھال کے ساتھ طے کئے ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب پیر جعفری کا اعتقاد مجاہد "بدلِ حرم" (جو مستقبلِ قریب  
 میں زبورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منفر عام پر آگیا ہے) نفرت کے سامنے  
 ہے اور مجھے اس پر کچھ کہنے کا یقین نہیں ہے۔ اور تو میں  
 خود کو دینِ قابلِ نہیں یا تا کہ ایسے متبرک اور مقدس نعتیہ مکتوم کا  
 اپنی کچھ بے زبان کھوسوں اور کی حقتہً اس کے محاسن و فحاشی مدبران کرنا  
 دوسرے جہاں حضرت عہدِ سرکاشی مدظلہ، رئیس احمد جعفری، تاج الدین درویش  
 اور عاتقی کریم جیسے معروف دینِ تہم کی تہا رینہ زیب فرطاس سچوں -  
 وہاں مجھے ایسے کم علم اور کوتاہ قلم شخص کی خوش  
 "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"  
 کے مترادف ہو گا۔ یہ مبالغہ نہیں بلکہ عین حقیقت ہے  
 کہ منہ کرہ بادلِ حضرات نے "بدلِ حرم" کے جس رنداز میں اپنی  
 رائے اظہار فرمایا ہے اُس میں اُن کے دل کی گہرائیاں بھی نشا  
 نفر آتی ہیں۔ سبحان اللہ! ماشاء اللہ!!

اور نہ لغزش کسی سے نہیں ہوتی۔ اسان لسان کا بند ہے "اسان لسان مرکب  
 من الخفا و الدنیاں" کے مصداق یہ شخص نے کلام میں کوئی نہ کوئی سقم ضرور  
 ہوتا ہے اور ایسے لغزش بد ذمہ کلام سمجھ جانے سے اور قابلِ تکرار  
 ہر حال مجموعہ میں شریک تمام لغزش بری اس طرح سے گزری ہوئی ہیں اور جو  
 لغزش سے نہیں گزری ہوئی بلکہ صواب کلام کے مسکوین ترغیم ہر سانسہ دل کی شہادت  
 تک نہوٹی کا ایک شہرہ بنا ہوا ہے۔ - قدرت کے موصوف کو متحرک ہونے  
 کے ساتھ ساتھ لکھن داؤد کی جیسی صفت پر سرفراہ سے علی ورز ہے  
 "ہے کہ سارا کلام ایسے انداز میں سوز و گداز کی حالت میں "عاشق  
 بنے ہوئے ہے اور ان کے دل کا راز اس بندہ کو آج بھی ہے کہ  
 اس شعر کی شرح معلوم ہوتا ہے کہ  
 کتنا سوز آفریں ہے دل کا ساز  
 بقولوں کو بھی کر رہا ہے گداز

المختصر تبدل صاحب نے محبت و عقیدت کے معنوں کا یہ  
 گاہ دستہ ثابت سیغ اور قریب سے تریف دے کر بارٹا جا  
 مصحفوی سنی (شہ علیہ وآلہ وسلم) میں پیش کیا ہے -  
 مجموعہ کا نام کر دوسرا بھی ہو سکتا تھا لیکن مختصر کی رعایت  
 سے "تبدل فرم" ہی مناسب اور خوبصورت نظر آتا ہے اللہ شاکر  
 سے دعا ہے کہ تبدل صاحب ہر اس معنی کلام کو درج قبولیت لکھا جائے  
 عزیزِ حال عیسیٰ مدنی  
 ۲۱ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
غُصَّده وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہر مسلمان کی محبتوں اور عقیدتوں کا مرکز حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے اور جب تک کسی مسلمان کے دل میں عشقِ مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین جذبہ موجزن نہ ہو اس وقت تک اسے ایمان کی چاستنی نصیب  
نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ لَا یَوْمَنُ أَحَدٌ کَمَ حَتَّىٰ اَکُونَ اَحِبَّ اِلَیْهِ  
مَنْ وَالِدُهُ وَوَلَدُهُ وَالنَّاسُ اَجْمَعِیْنَ۔ شاید اسی لئے کہا گیا تھا کہ ے

جان ایمان رُوحِ قرآنِ مغز دیں

ہست حسبِ رحمۃ اللعالمین

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ متاعِ کائنات بلکہ مقصودِ کائنات ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
نے انہیں بے شمار خوبیوں اور کمالات کا مرقع بنا کر اور وسر فعا لک ذکرک کا تاج پہنا کر  
قرآن مجید کو ان کی عظمتوں اور رفعتوں کا گواہ بنا دیا۔ علامہ شرف الدین بوسیری نے قصیدہ  
برودہ شریف میں فرمایا ہے :

فہو الذی تم معناه وصورته

ثم اصطفاه حبیباً باری النسم

بس وہی ہیں کہ ظاہری اور باطنی کمالات ان پر ختم ہیں، پھر انہیں خالقِ کائنات نے  
محبوبیت کے لئے منتخب فرمایا۔



ویسے تو ہر دور میں شمع رسالت کے پروانے نظم و نثر کے ذریعے بارگاہ نبوت میں  
خارج عقیدت پیش کرتے رہے ہیں لیکن موجودہ دور میں جن شعراء کو اہل حق نے اپنی عقیدتوں  
اور مہبتوں کے گلدستے بارگاہ نبوت میں پیش کئے ہیں ان میں ملک کے ممتاز نعت گو  
شاعر جناب بڈال جعفری کا اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔ خصوصاً جب جناب بڈال جعفری  
کیف و مستی میں ڈوب کر اپنا نعتیہ کلام ترفہ سے پڑھتے ہیں تو سامعین پر ایک وجدانی  
کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور محفل کا تقدس عروج پر ہوتا ہے۔

جناب بڈال جعفری کا زیرِ نظر مجموعہ کلام، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی رہائش  
محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور ان کے ایک ایک شعر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خوشبو آ رہی ہے۔ اس حقیقت کا اظہار ان کے اشعار سے کچھ یوں ہوتا ہے فرماتے ہیں

غمِ فراقِ محمدؐ کے صدمے بہہ بہہ کر      میں جی رہا ہوں مدینہ کی زندگی کھلنے

بغیر اس کے ممکن نہیں سجدِ نیاز      تیر خیاں ضروری ہے بندگی کسے

مجھے یقین کامل ہے کہ جناب بڈال جعفری کا یہ نعتیہ مجموعہ بھی قارئینِ کرام سے ضرور  
خارجِ تحسین حاصل کرے گا اللہ تعالیٰ آپ کی اس عقیدت و محبت کو شرف قبولیت  
عطا فرمائے۔ آمین

دعا

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

## محمدؐ و نعتی علیؑ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف قسم کی توانائیاں عطا کی ہیں۔ ان سے وہ جو چاہے کام لے سکتا ہے۔ مثلاً قوت گویائی و شفا مہر ازیر میں بھی عرف ہو سکتی ہے۔ اور کلمہ خیر میں بھی۔ زک غائبہ سے زیر بھی ہو سکتا ہے اور پھول بھی سرسٹے جاتے ہیں۔ جناب پیل صغریٰ کو قدرت نے شہر گوئی کی قدرت و نعت کی ہے۔ وہ چاہے تو اپنی اس قوت کو ہوا و مویں کی شہر میں بھی عرف کر سکتے تھے۔ مگر ان سرالکۃ تعالیٰ کا خاص مقصد اور مقصد کہ وہ انہوں نے نعت رسول کریمؐ کی طرح اپنا موضوع بنایا ہے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنی بخششیں ماسوائے ان بھی مہیا کر لیا ہے۔

پیل صغریٰ کا نعتیہ مہم میں نے حصہ حصہ لکھا ہے۔ ان کی شہر میں پیرا و قدس پانا جاتا ہے۔ اب اب شہر سے نعت رسول کے پوہوں کی کشف آتی ہے۔ ان کے قدم کا انداز مٹاتا ہے۔ کہ شہر نے آمدی حالت میں شہر سے ہیں۔ اس وقت جب اس پر پیر جمع شہر جاری ہوا ہے اور کسی بھی تو یہ نعتیہ مہم میں ہیں۔

۱۳۱۲ ہجری قمری

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت بلال جعفری ہمارے ملک کے ممتاز و منفرد نعت گو شاعر ہیں ان کے احباب  
بہ ادیرمہ مطالبہ اور نہایت پُر زور فرمائش تھی کہ وہ اپنے نعتیہ کلام کا مجموعہ ترتیب  
کے کر اسے زیور طباعت سے آراستہ کریں تاکہ ان کے ہزاروں مداح ان کے پُر اثر  
نئیہ اشعار سے اپنے قلب و روح کو گراما سکیں۔

یہ بہت ہی خوشی کی بات کہ بالآخر ان کی نعتوں کا مجموعہ "بلال عزم" کے نام سے شائع  
ہر منقہ شہود پر آ رہا ہے یہ خبر میرے لئے بالخصوص دل مسرت و انبساط کا موجب ہے  
تاکہ میں بڑی مدت سے اس کا منتظر تھا۔

حضرت بلال جعفری کے نعتیہ کلام کا علمی، ادبی اور فنی جائزہ تو اہل علم، ماہرین فن اور  
ادبی نقاد ہی لیں گے اور یہ حقیقت ہے کہ ان کے کلام کے شعری محاسن اور فنی خوبیوں کا ذکر  
انہی کی زبان اور قلم سے اچھا لگے گا۔ میں تو صرف اس قدر جانتا ہوں کہ سید بلال جعفری  
محض ایک نعت گو شاعر ہیں جنہوں نے اپنی تمام تر شعری صلاحیتوں کو حضرت رسالت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستائش کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ان  
کے لئے کوئی اور سعادت کیا ہوگی۔ سرکار دو جہاں سے انہیں جو دہانہ عقیدت و محبت  
وہ وہ ان کی نعت کے ایک ایک شعر سے ٹپکتی ہے وہ جذب و مستی میں ڈوب کر نعت کہتے  
ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے نعتیہ اشعار میں خاص اثر ہے اور ان سے روحانی کیف و سرور

۱۔ حاصل ہوتا ہے۔ ان کی نعمتوں کو اپنے سوز و گداز، اثر آفرینی و رکینہ دستی کے باعث میا قبول  
 نصیب ہوا ہے کہ نعمت خواں اور قوں اہل دین کی محضوں میں ان کا کلام پڑھنے کو سعادت سمجھا  
 ہیں۔ جلال جعفری کو قدرت نے آواز کا سوز بھی عطا کیا ہے اور اگر وہ کسی محفل میں اپنی نعمت  
 پڑھ رہے ہیں تو ان کا خوبصورت ترنم معین کو بے خود کر دیتا ہے وہ اپنے اس کمال اور خوبور  
 کے صلہ میں متعدد اہم قومی سطح کی تقریبات میں اعزازات و انعامات حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن  
 اس سلسلہ میں ان کے لئے سب سے بڑا اعزاز اور وجہ افتخار جو بات ہو سکتی ہے وہ ان کے نعتیہ  
 اشعار پر ایک صاحب حال بزرگ حضرت سید نذیر علی شاہ کا دوسرا پانہت جو آپ کی نعمت  
 سن کر اس قدر بے خود ہوئے کہ جان دے دی اور واصل حق ہو گئے۔

مرکز فیہ دین کہ دلش زبہ تہ بشت

ثبت است پر جریہ عالم دوم

حضرت جلال جعفری قیام پاکستان سے قبل بھی نعت لکھتے تھے اور ان کا نعتیہ کلام برصغیر  
 کے اہم ادبی رسائل و جرائد میں شائع ہوا کرتا تھا۔ در آج بھی شائع ہوتا ہے اور محبت سے پڑھ  
 جاتا ہے وہ ہجرت سے قبل اور ہجرت کے بعد بے شمار نعتیہ اشعار سرکار دو جہان کی نذر کر چکے  
 ہیں اور زیر نظر مجموعہ ان کی اس سعادت کی بہت بڑی دلیل ہے انہوں نے اپنی حقیقی صد حیات  
 کو جس جذبہ سے سرشار ہو کر مدح رسول مقبول کے نیک اور مبارک مقصد کے لئے استعمال  
 کیا ہے وہ قابل رشک اور لائق ستائش ہے۔ ان کی نعمتوں کا یہ مجموعہ یقیناً قبول عام کی سند  
 حاصل کیے گا۔ خدا کرے ان کی نعمتوں کا یہ چرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھی  
 منظور و مقبول ہو جائے۔ آمین

شاہاں چہ عجب گریہ نوازند گدارا

طہیر الحسنی رضوی سید ظہیر الحسن رضوی



## ہلال جعفری کی نعت

ہلال جعفری وہ خوش قسمت شخص ہے جس کی زندگی کے شب و روز  
کارِ شستہ مکین گنبدِ خضریٰ کی مدحت سرائی سے منسلک ہے۔ میں نے  
ان کو ہمہ وقت فکرِ نعت میں مست دیکھا ہے۔ وہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے  
نعت کے مصرعوں کی صنعت و تنظیم میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی  
زبان پر مدوح پروردگارِ عالم کی ثنا، دل میں شمعِ ہدایت کا نور، اور دماغ  
میں قاسمِ تسنیم و کوثر کے ذکر و فکر کا سرور سمایا رہتا ہے۔

ان کی نعت میں عقیدت، سوز و گداز، جذب و شوق و سرمستی اظہار  
کے باطنی اوصاف کے علاوہ طرزِ ادا کا بانگین بیان کی رعنائی اور الفاظ  
صنعت کاری جیسا خارجی حسن بھی موجود ہے۔ ایک اور بات جو ہلال جعفری  
کے ہاں امتیاز کے ساتھ نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی نعت کا خارجی ڈھانچہ  
خصوصاً ردیف قافیہ کا نظام، دلکشی اور رنگینی کا حامل ہے یہ وہ نقیص  
ہیں جہاں شاعر کی اندرونی دالمانہ محبت اور اسلوبِ نعت کا بیرونی حسن  
مل کر ایک سرشاری کیفیت پیدا کرتے ہیں۔

النور جمال  
النور جمال

## قطعہ تاریخ طباعت نعتیہ مجموعہ "بلال حرم"

شائع ہوا یہ نعتیہ مجموعہ "بلال حرم"  
اس میں بیاں ہے صاحبِ جود و کرم کی شان  
کہد و عزیزِ سالِ طباعت "جزا" کے ساتھ  
لازمی ہے عظیم بلال حرم کی شان

۱۹ ۶ ۸۴

عزیزِ صلہ و غفران

اللہ اللہ طلوع "بلال حرم"  
جلوہ گر ہے بہر سو جمالِ حرم  
آفریں اے بلال ستارہ فثار  
مرحب مدح ماہ کماں حرم

اب  
ایرصد

کہیں تھا کہیں سے کہیں آگیا ہوں  
 تری مدحتوں کا عند پارہا ہوں  
 ہیں آنکھوں میں آنسو نظر سوسے جیسے  
 ہذاں دم پر پیش کرتے ہیں  
 بدل جعفری

## حمد

حُسنِ تقدیرات نہ حُسنِ تعینات      کس کو یہاں ثبات کہ دنیا ہے یہ ثبات  
 ماقی رہے ادھر ہیں خدایک کائنات      کس سحرِ بیاں ہوں آیہ توحید کے نکات  
 حمدِ حمد کہاں ، یہ کہاں بندہ حقیر      نورِ نور کہاں ، یہ کہاں ذرہ حقیر  
 صحرائِ عتلا میں کھوکھلی میں      شبِ نیم کی ہر ادا میں رہِ آبشار میں  
 زہک چمن میں دامنِ بیل و شمار میں      دریا کی موج میں ، روش کو مبار میں  
 سب سے بڑے جمال کی آئینہ دار ہے      بہتے پتاروں سے تو پروردگار ہے  
 قد و رستہ تو بہانہ ، نام و نشان      تختِ سری کا ، عرش کا ، ہفت آسمان کا  
 چاروں طرف بہ نورِ جلال      اندازہ کون کیسے کرے تیری شان کا  
 یہ فی ربوبیت کی ادا کو کمال ہے      نوبتِ کائنات تو زوال ہے  
 اندر زمین شمع ہو ، کس آسمان پر      قرطاس پر سمٹ کے بھی آجائیں بگردِ پر  
 رہا ، کائنات عیسے بھی توں آخر      ان کے اگر بناؤں مستم توڑ توڑ کر



پھر بھی نہ لکھ سکوں گا شاکر دکار کی  
منہ چھوٹا سب پہ بات ہے پڑ دکار کی

تو بے مثال ہے، نہیں تیری کوئی مثال      کون درمیاں کا حسن تیرا پہ تو جہاں  
تخلیقِ دو جہاں تیری قدرت کا اک کماں      دنیا سے بے ثبات کی ہر چیز کو زوال

اے شانِ کمالات ہے بقا تیری ذات کو  
فانی ہے کائنات فناء کا نبات کو

صحنِ چمن کو ٹھپول دیتے ٹھپول کو مہمک      غنیمتوں کی غنیمت سب کے دل کو مل سک  
دامانِ شب میں ڈال دی مہتاب کی ملک      تو وہ کہ دن کو بخش دی خورشید کی چمک

تیرے کرم نے بدر میں لایا ہلال کو  
تاریکیوں کی زد سے بچایا ہلال کو

# صلی علی محمد صلی علی محمد



عین مقرب خدا صلی علی حبیبنا      منظر ذلت کبریا صلی علی نبینا  
بھٹکے ہوؤں کا رہنما صلی علی کریمنا      دونوں جہاں کا آسرا صلی علی رمینا

صلی علی محمد صلی علی حبیبنا  
صلی علی محمد صلی علی محمد

تیر جہاں بالیقین رونق بزم دو جہاں      جلوہ تیرا نکاں مکاں شمع حریم لامکاں  
دونوں جہاں میرا ک تیری ذات نہیں سکیاں      تیرا درود بن گیا چارہ دروغا صیاں

صلی علی محمد صلی علی حبیبنا  
صلی علی محمد صلی علی محمد

اے کہ تیرا مقام ہے قرب خدائے بے نیاز      اے کہ تیرے وجود پر خالق دو جہاں کو نیاز  
اک تیری جنبش نظر سب کے لیے ہر چارہ ساز      تیری نظرت جو گرا ہو نہ سکا وہ سرفراز

صلی علی نبینا صلی علی محمد  
صلی علی محمد صلی علی محمد

درد و غم فراق نے ایسا کیا ہے پامال      زندگی بن گئی میری تیرے بغیر اک و بال  
واسطہ اہل بیت کا ہو کوئی صورت و بال      مجھ پر کرم کی اک نظر صدقہ حضرت بلالؓ

صلی علی نبینا صلی علی محمد  
صلی علی محمد صلی علی محمد

کثرتِ ذکرِ مصطفیٰ مدحِ حبیبِ کبریا  
 راحتِ دل، قرارِ جاں در دِ مہِ آں کی دوا  
 اب تو یہی ہے آرزو اور دُعا کا منتہا  
 بس ہو درِ حضور پر خیر سے میرا خاتمہ  
 صَلِّ عَلٰی جَبینَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ  
 صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ



جو ذرے سٹے مجھ کو مدینے کے سفر میں  
 بیٹھا ہوں لئے درد محمدؐ کا سبک میں  
 فردوس کے منظر میں نہ وہ نورِ قمر میں  
 اُٹنے کی نہ طاقت ہی جبریل کے پر میں  
 دھارے سر برسنے لگے میزابِ کرم کے  
 جلوہ ہے مسکے ملتے معراجِ دنی کا  
 اک حسنِ ازل، حسنِ نظر، حسنِ حقیقت  
 بیانِ قیامت میں ہے ایک ایک گنہگار  
 چن چن کے وہ سب کھلے دامانِ نظر میں  
 اللہ کی رحمت سر ہے سب کچھ مرے گھر میں  
 انوارِ حبس کے ہیں جو مدینے کی سحر میں  
 ایسا بھی مقام آیا تیری راہِ گذر میں  
 جب اشکِ اُٹا آئے میرے دیدہ تر میں  
 اک صاحبِ زراغ کا سرمہ ہے نظر میں  
 دیکھتا ہے تیرے رُخصنے کی دیوار میں قرم میں  
 رحمت کی قسم رحمتِ عالم کی نظر میں  
 اب چھوڑ دے کشتی کو ہلالِ ان کے کرم پر  
 وہ چاہیں تو ساحل ابھی بن جلتے بھنور میں





یہ درِ عقدہ کُشت ہے یہاں ایسا تو نہیں  
طالب فقر تیرا طلب دُنیا تو نہیں  
نہیں کا سایہ نظر آیا نہ جہاں والوں کو  
نمِ شبِ بھر کی بللہ سحرِ مست مانگو  
نبیطِ غمِ عشق کی معراج ہے شبِ بیدار  
سے مدینے کے مسافر مجھے اللہ تبار  
جو کسلی میں خدائی کو لئے بیٹھا ہے  
نمشکیں حل نہ ہوئی ہوا کبھی دیکھا تو نہیں  
یہ کدائے شہ کو نہیں ہے منکست تو نہیں  
یہ کہیں نالائق کو نہیں کا س یہ تو نہیں  
غم گسارو یہ میرے غم کا مداوا تو نہیں  
اشکِ حیمِ باطل ہے پیکرِ بچ ڈھلکتا تو نہیں  
مجھ سے سا مہجور کوئی راہ میں دیکھا تو نہیں  
یہ کہیں حُسنِ مشیت کا سراپا تو نہیں

کوہِ فاراں کا چراغ آج بھی روشن ہے ہواں  
کُن کی تنویر ہے یہ طور کا جلوہ تو نہیں



آئینے میں نہ صنعتِ آئینہ گر میں ہے  
وہ عکسِ دلِ نشیں جو ہماری نظر میں ہے

دل کو حضر میں چین نہ راحت سفر میں ہے  
جس کو قسار کتنے تری رہ گزر میں ہے

وہ دن بھی تھے حلیمہ ترے گھر میں کچھ نہ تھا  
یہ دن بھی ہیں کہ دولتِ کونین گھر میں ہے

اب اُٹھ رہے ہیں پردے حرمِ جمال کے  
منظرِ شبِ دنیٰ کا سوادِ نظر میں ہے

اللہ رے خمارِ مئے عشقِ مُصطفیٰ  
اب مکیدہ نظر میں نہ ساغرِ نظر میں ہے

ہے حُسنِ لم یزل کی اداؤں کا آئینہ  
یہ اور بات ہے کہ لباسِ بشر میں ہے

دیوانگی شوق کا عالم نہ پوچھئے  
میں بھی سفر میں ہوں میرا دل بھی سفر میں ہے

تاریکیِ لحد کا مجھے ڈر نہیں ہستال  
شمعِ غمِ رسولِ فروزاں جگر میں ہے



یہ عظمت غیبِ اربابِ رسولؐ ہے  
جبریلؑ کے پروں پہ مدینے کی دھول ہے

پھر لب پہ میرے ہدیہ نعتِ رسولؐ ہے  
پھر گھر میں میرے رحمتِ حق کا نزول ہے

محفلِ قبول ہے نہ وہ مجلسِ قبول ہے  
جس میں نہ ذکرِ شانِ جنابِ بول ہے

کہنا صبا یہ اُن سے مرے غم کی کیفیت  
آنکھوں میں اشکِ لبِ فناں دلِ طول ہے

تحتِ استریٰ سے عرشِ علیؑ تک سنا گیا  
اللہ کی زباں پہ بھی ذکرِ رسولؐ ہے

ہم عافیت میں ہیں شہِ گردوں پناہ کی  
مٹ جائیں ہم؟ یہ گردشِ دواں کی بھول ہے

روح و قلم یہ رزم کو اکب یہ لکشاں  
نورِ خدا یہ سب ترے قدموں کی دھول ہے

لو گھر میں میرے صاحبِ وایل آگئے  
اب دیکھنا ہے کتنا شبِ غم کا طُول ہے

ساعتِ پہ جب کھڑے ہیں شہِ بھر و برِ ہلاآں  
کشتی کے غم میں پھر ترا رونا فضول ہے





آسماں مل گئے زمینوں سے  
 تیرے نقشِ قدم کے زیروں سے  
 اُن کو عرفان ہے محبت کا  
 بُوک اٹھتی ہے جن کے سینوں سے  
 شدتِ غم کی کیفیتِ مست پوچھ  
 خوں ٹپکتا ہے آبِ گینوں سے  
 تیرے در پر کئے ہوئے سجدے  
 براں اٹھتے ہیں خود جبینوں سے  
 جو تری عافیت میں چلتے ہیں  
 بحرِ زندہ ہے اُن سفینوں سے  
 کج کُلا ہوں کا دم نکلتا ہے  
 آپ کے بوریا نشینوں سے  
 ہے معطرِ فضا ئے کون و مکاں  
 پیکرِ نور کے پسینوں سے  
 ہم نے تیرے ہتلاں کو دکھیا  
 ہے فزوں تر چمک نگینوں سے



ہر دور میں یہ ذکر کتباؤں میں رہے گا  
عنوانِ تراقیہ کے بابوں میں رہے گا

جو خنیا رہا ہے تری توصیف کی کلیاں  
وہ گلشنِ جنت کے گلابوں میں رہے گا  
ہے سایہ گیسوئے نبی جس کی تمت  
تا حشر وہ رحمت کے سحابوں میں رہے گا

نہضتِ روزِ مستنزل نہ بنائے گا جو اُن کو  
منزل نہ ملے گی وہ سداہوں میں رہے گا  
”منزل و تدثر و یسین لعل ہے  
تو معنی طہ کے خطابوں میں رہے گا

مست چھیڑ مری رُوح کے پردوں کو مفسنی  
یہ نغمہ غمِ دل کے ربابوں میں رہے گا  
دنِ راست ہلالِ آوروں والا تراخیم ہو  
تو شہبِ اسری کی رکابوں میں رہے گا



مُشْفِق کوئی دُنیا میں ہو ایسا تو دکھائے  
 خود آپ تو بھوکا رہے اوروں کو کھلائے  
 خوشیوں سے شناسا کیا غم سارے بھلائے  
 آقا نے وہ بچا ہے میرے زخموں پہ لگائے  
 وہ کس کو بھلا حشر کے میدان میں پائے  
 خود شافعِ محشر جسے دامن میں چھپائے  
 نورِ شبیہ قیامت کی تمیش پڑ گئی بدھم  
 دیکھے ہیں کہیں اس نے تیری زلف کے سلنے  
 چارہ گر کو نین سے کہہ دے کوئی جا کر  
 ”لمحوں نے کبھی زخمس کبھی پھول کھلائے“  
 آقا مرے آقا مرے والی مرے مولا  
 حسرت ہے کہ موت آپ کی دہلیز پہ آئے  
 خلاقِ دو عالم کے توکل کا یقیں کا  
 بیٹھا ہے چٹائی پہ کوئی تکبیر لگائے  
 بیٹھا ہوں بلالِ اُن کی تمست میں بعد شوق  
 تارے شبِ غم دامنِ مرگاں پہ سجائے



وصفِ جمالِ یارِ کئے جا رہا ہوں میں  
تسکینِ قلبِ زارِ کئے جا رہا ہوں میں

پھر ذکرِ زلفِ یارِ کئے جا رہا ہوں میں  
محفلِ کوثرِ مشکِ بارِ کئے جا رہا ہوں میں

بھری یادِ آ رہی ہیں مدینے کی وادیاں  
دامنِ کوتاہِ تارِ کئے جا رہا ہوں میں

اکِ رحمتِ بسیط کا قائل ہوں اس لئے  
تقصیرِ بے شمار کئے جا رہا ہوں میں

ہستیِ مٹا کے نقشِ کفِ پائے یار پر  
ہستی کو پاؤں دار کئے جا رہا ہوں میں

اشکوں میں ڈھل رہا ہے جگر کا لہوِ بدآل  
دامنِ کولالہ زار کئے جا رہا ہوں میں





جو پہلا باب کتابِ ازل کا کھولا ہے  
 خدا کے بعد محمدؐ کا نام دیکھا ہے  
 یہ شمعِ ختمِ نبوت کی نو کا صدقہ ہے  
 جو آج طاقِ حرم کا چراغِ جلتا ہے  
 تو شرحِ حُسنِ ازل ہے ازل کا منشا ہے  
 خدا کا نور ہے قرآن ہے صحیفہ ہے  
 درِ رسولؐ پہ جبریلؑ جب بھی آیا ہے  
 نپوں پہ گردِ مدینہ سجا کے ٹوٹا ہے  
 تری نگاہ میں حُسنِ ازل ہے آبِ سینہ  
 ”خدا کو تیرے سوا اور کس نے دیکھا ہے“  
 حضورؐ آپ کے روضے کی ایک ایک جالی  
 راضِ خلد ہے جنت کا اک دریچہ ہے

وہیں مردوں میں وہیں مر کے خاک ہو جاؤں  
اس اہتمام سے اک دن مدینے جانا ہے

یہ رحل نور ہے یا گود ہے حلیمہ کی  
کہ جس میں صاحب قرآن رسول بیٹھا ہے

ہے صبحِ عید تو شب ہے شبِ اُت اس کی  
ہلالِ گنبدِ خضریٰ کو جس نے دیکھا ہے



ہر زاویے سے نور کا سپیکر دکھائی دے  
سایہ خدا کے سلتے کا کیوں کر دکھائی دے

شمس انضجی کہوں اُسے بدرالذہبی کہوں  
جو منظرِ تمام کا منظرِ سدا دکھائی دے

یارب میری نظر کو وہ حسنِ نظر ملے  
دیکھوں جدھر مدینے کا منظر دکھائی دے

رحمت یہ چاہتی ہے سرِ حشرِ ابستہ تمام  
ہر شے لب کے ہاتھ میں ساغر دکھائی دے

وہ نقطہ ازل جسے ختمِ رسل کہیں  
پر کارِ کائنات کا محور دکھائی دے

شانِ کرم تو دیکھئے میرے کریم کی  
منگتا بھی اُن کا صاحبِ کشور دکھائی دے

مینخانہ حیات کے چاروں طرف ہلال  
فیضِ نگاہِ ساقی کوثر دکھائی دے



کیوں پھر ساحلِ رحمت پہ سفینہ ٹھہرے

نا خدا جب مرے سلطانِ مدینہ ٹھہرے

کُن کا سرمایہ بنے کُن کا خزینہ ٹھہرے

آپ کو نین کا انول نگینہ ٹھہرے

وہ جگہ عطر کا، عنبر کا خزینہ ٹھہرے

جس جگہ پیکرِ اطہر کا پسینہ ٹھہرے

مرحبا! صاحبِ معراج کے قدموں کے نشاں

فرش والوں کے لئے عرش کا زینہ ٹھہرے

حاضری روضہ اقدس کی مقدربین جلتے

کوئی ایسا بھی مہیتوں میں مہینہ ٹھہرے

ہجر کی شب کو بے صبحِ مُسرت کی نوید

اشکِ پیکوں پہ بہاںِ حُسنِ قرینہ ٹھہرے



وسعتِ قلبِ منور کا ٹھکانا ہے کوئی  
مہبطِ نورِ خدا جب تیرا سینہ ٹھہرے

فقر کی شان یہاں شان کہ اسے وصل ملے  
کل جہاں ملکِ غذا نانِ شبینہ ٹھہرے

ذرے جو لمس ہوئے پائے محمد سے بلال  
وہ مہر کی قسمت کا نگینہ ٹھہرے



نہیں اُن کے اوج کی انتہا حد آسمان سے گزر گئے  
جو دبے دبے سے بصد ادب ترے آستان سے گزر گئے

وہی جلوہ گاہِ ازلِ نبی • وہی حسنِ راہِ عملِ نبی  
وہ جہاں جہاں بھی ٹھہر گئے وہ جہاں جہاں سے گزر گئے  
وہی بارِ فکر کے پھول ہیں وہی جانِ نعتِ سول ہیں  
وہ سخن کہ نامہ شوق کی جو کبھی زباں سے گزر گئے

وہ فضائے حشر بدل گئی • وہ بساطِ حشر سمٹ گئی  
کہ وہ رگھوتوں کو بھیرتے مصفٰی عاصیاں سے گزر گئے  
• میں زندگی کو سمجھ گئے بہ خدا وہی تو ہیں جاوداں  
غمِ مصطفٰی میں جو مر گئے وہ غمِ جہاں سے گزر گئے

بس اُنہیں کی ایک مثال ہے یہ اُنہیں کا حسنِ کمال ہے  
وہ حدِ گماں سے گزر گئے وہی لامکاں سے گزر گئے

کبھی گردِ رہ کو اٹھالیا۔ کبھی سارباں کے قدم لئے  
شبِ غم کسی کے خیال میں نہی کا رُں سے گزر گئے

کہاں اُن کی گردِ رہِ سفر، کہاں جبیرِ نہیں کو یہ زہر  
وہ کہاں کہاں پہ ٹھہر گئے وہ کہاں کہاں سے گزر گئے

مُحم را ہوارِ رسول کی جنہیں بستی جو تھی جلاں نو  
وہ سجا کے پیکوں کی انجمن رہِ کہکشاں سے گزر گئے



اپنے سنگتوں کو بہ ایں شانِ سخا دیتے ہیں  
بے نیازِ غنیم کو نین بنا دیتے ہیں

یوں بھی دیکھا ہے وہ جب جوتے ہیں مائل بہ کرم  
دستِ دامن سائل بھی بڑھا دیتے ہیں

دوستو! آؤ محمدؐ کی غلامی کر لیں

یہ ہیں بندوں کو جو مولا سے ملا دیتے ہیں

جب بھی جاتا ہوں کہیں فردِ ندامت لیکر

سب تیرے دامنِ رحمت کا پتہ دیتے ہیں

دستِ کفار میں توحیدِ رسالت کی قسم

سنگریزے بھی نبوت کی صدا دیتے ہیں

عدل کا وقت ہے یا رب تری دنیا والے

مجھ کو ناکر وہ گناہوں کی سزا دیتے ہیں

یہ کوئی بات نہیں بدرجو بن جلتے ہلال

وہ تو آرزوں کو بھی خورشید بنا دیتے ہیں





فقر کی شان بھی کس درجہ حسیں ہوتی ہے

مالکِ گل کی غذا نانِ جویں ہوتی ہے

زندگی اُس کی حقیقت میں حسیں ہوتی ہے

جس پر چشمِ کرم سرور دیں ہوتی ہے

چشمِ سیگوں کی قسم جنبشِ مژگاں کی قسم

ہر غلشِ دردِ محبت کی حسیں ہوتی ہے

جس پہ لہراتے شہِ گل ترے پرچم کا نشان

موجِ خود ایسے سفینے کی امیں ہوتی ہے

فقر کی شان بہ ایں شانِ کرم کیا کہیے

اک نہیں جو جو ترے گھر میں نہیں ہوتی ہے

بندگی اُس کی نماز اس کی عبادت اُس کی

جس کی دابستہ ترے در سے جہیں ہوتی ہے

اک نظر دیکھ لیں ذرے کو تو ہو رشکِ فقر

کیا کہیں کیا نگہِ خاک نشیں ہوتی ہے

جو غمِ عشقِ مستم میں گزرتی ہے ہلال

خلد کی صبح سے وہ شامِ خسیں ہوتی ہے



پھر نقابِ رُخ اُٹھا پھر چہرہٴ انور دکھا  
خواب ہی میں خواب کی تعبیر کا منظر دکھا

اپنی آنکھوں سے لگاؤں اپنے چہرے پر ملور  
اے صبا خاکِ رہِ طیبہ کبھی لا کر دکھا

تیرے عاصی مضطرب ہیں حشر کا میدان ہے  
کوئی صورتِ غفو کی اے غفو کے پیکر دکھا

خضر سے کیا واسطہ آبِ لبّ کس کام کا  
تشنہ لب ہوں ساقی کوثر، یم کوثر دکھا

چل ہلالِ اب گنبدِ خضر کی ملتی ہے زکوٰۃ  
تو بھی دامانِ تمنا با ادب بڑھ کر دکھا



ابتدا کیے انتہا کیے  
مصدرِ کن کو اور کیا کیے

وہ بشرِ مومن تو ہم ثنا بھی کریں  
جو محمد ہوں اُن کو کیا کیے

خالقِ کائنات کی تم کو  
آرزو کیے مدعا کیے

شبِ اسریٰ رہا نہ پردہِ میم  
اس کو تفسیرِ ماتغیٰ کیے

آرزو ہے کہ چومِ ارحمِ باری  
حسرتِ قلبِ مُبتدا کیے

ارضِ طیبہ تری فسیلوں کو  
حسنِ فطرت کا دائرہ کیے

قوسِ ابرو نے مصطفیٰ کو بادل  
قاسبِ قوسین کی ادا کیے



بُجھے پڑے ہیں اُسیوئے دیوانہ حجاز  
مشاطہ ازل ہے کہاں شانہ حجاز

جلوے سجا رہا ہوں سریم نگاہ میں  
پیش نظر ہے سلوہ جانانہ محباز  
یہ بیش نگاہِ محسن کا فیض ہے  
مست مئے الست ہے ستانہ حجاز

جس کو جلائے برقِ تحبلی وہ میں نہیں  
پردانہ محباز ہوں پروانہ محباز  
دلیرِ مصطفیٰ پہ ہیں حبیبِ بریل سر بہ خم  
اللہ رے یہ عظمتِ کاشانہ حجاز

جوشِ جنوں میں آبلِ پانی کا غم کے  
رقصاں ہے نوکسہ خار پہ دیوانہ حجاز

پکوں پہ سج رہی ہے ستاروں کی انہن  
یا داغِ دل جلے پئے نذرانہ محباز

رضواں کبھی تو چشمِ حقیقت نگرے دیکھ  
جنت کہاں تری کہاں گلِ خسانہ محباز

ساغرِ صفت ہلاک ہے بزمِ نجوم میں  
ہے پرخ پر بھی گر دشنِ پیمانہ محباز





پردہ نثار ہے کوئی جلوہ گاہ کا  
 دامن بھپ رہا ہوں میں اپنی نگاہ کا  
 ساقی عطا ہو جب م کوئی لادہ کا  
 میں تشنہ لب ہوں یوسف طیبہ کی چاہ کا  
 رہ جائے گا بھرم میری فرد گتہ کا  
 دامن پکڑ لیا ہے رسالت پناہ کا  
 پلوں پہ سج رہی ہے ستاروں کی نمن  
 گوشہ چمک رہا ہے سریم نگاہ کا  
 عاصی تمام داویر محشر کے سامنے  
 منہ تک رہے ہیں آیہ رحمت پناہ کا  
 کھل کا واسطہ تہیں کھل کا واسطہ  
 رکھنا خیال حشر میں مجھ رُوسیاہ کا

آیا کوئی فقیر شہنشاہ کر دیا  
اللہ سے یہ فیض تری بارگاہ کا

سچ تو یہ ہے کہ ستید کوئین کے حضور  
سرخم ہوا ہر ایک شہر کج کلاہ کا

ہو جائے رشکِ وادیِ سینا بری الحد  
مجھ کو کفن ملے جو تری گردِ راہ کا

تا بانی ہلال سے کہتی ہے کہکشاں  
یہ پر تو جمال ہے اسری کے ماہ کا



اگر دل آشنائے غم نہیں ہے  
خوشی بھی پھر کوئی محکم نہیں ہے

میری فسادِ عمل میں کوئی نیکی  
نہیں ہے رحمتِ عالم نہیں ہے

بجز ذاتِ محمدؐ اور کوئی  
حرمِ قدس کا محرم نہیں ہے

نگاہِ ساقی کوثرِ سلامت  
میرا مقصودِ جامِ خم نہیں ہے

کوئی لفظِ حدیثِ درودِ لغت  
کتابِ معرفت سے کم نہیں ہے

ہے گریباںِ لکشاںِ فرقت میں تیری  
جبینِ گل پہ یہ شبِ بنم نہیں ہے

تصور میں مدینے جا رہا ہوں  
کسی کا یہ کرم بھی کم نہیں ہے

رہیں نقشِ پائے مُصطفٰی ہوں  
کسی دہیز پر حسرت نہیں ہے

شیف عاصیاں محشر میں مجھ کو  
ترے ہوتے ہوئے کچھ غم نہیں ہے



حدیث درد رقم کر گئے جو دیوانے  
لگائے پھرتے ہیں سینوں سے اُن کو فرزانے

قدم قدم پہ گرایا ہے بغیرش پانے  
قدم قدم پہ سنبھالا ہے میرے آفتانے

یہ کہیں کی جلوہ گز نا ز ہے خدا جانے  
فرشتے عرش سے آتے ہیں بھول برسنانے

مجھے ملے کہیں خاکِ درِ رسول ملے  
میں اپنے داغِ جبین کو چلا ہوں چمکانے

مکین گسنبدِ خصری بس اک نگاہِ کرم  
تڑپ تڑپ کے نہ مرجائیں تیرے دیوانے

مردِ بخوم تری گردِ راہ کا صدقہ  
ترے قدم سے منور ہیں آئینہ خانے



سکونِ قلب کی دولت سے سرفراز کیا  
تیرے نثار، ترے غم کی اک منزل نے

وہیں وہیں پہ عقیدت کی جہوہ گاہ بنی  
جہاں جہاں سے بھی گزے ہیں تیرے دیوانے

وہ ایک جنبشِ ابرو سے مصطفیٰ ہستی بجا آئی  
وہ اک جھلک سی جو دکھائی تھی چشمِ موسیٰ نے



جہاں جہاں مہ طیبہ کی چاندنی دیکھی  
وہیں وہیں یہ نمایاں خود آگئی دیکھی

جو دل میں عشقِ محمدؐ کی روشنی دیکھی  
زبے نصیب کہ دنیا کی ہر خوشی دیکھی

وہ بارگاہِ رسالت کی برتری دیکھی  
کہ سر پہ سجدہ جہاں عظمتِ شہی دیکھی

یہ فیضِ عشقِ محمدؐ وہ آگئی دیکھی  
خودی ہو جس پہ تصدق وہ بے خودی دیکھی

غبارِ دشتِ مدینہ اٹھا لبِ سر پہ  
جنونِ عشق میں جب میں نے کچھ کمی دیکھی

تمہارا نقشِ کف پا ہے میرا سجدہ شوق  
تمہارے قدموں میں تکمیلِ بندگی دیکھی

غم رسول میں ہرزخم دل ہے رشکِ بہار  
ہر ایک داغِ حشر میں وہ تازگی دیکھی

میانِ بندہ و آقا رہا نہ فرق کوئی  
ترے حضور وہ تو قیصر آدمی دیکھی

ہلالِ ماہِ درخشاں بنا، زہے قسمت  
ہلال نے ترے جلووں کی روشنی دیکھی



دیکھا انہیں سرکار نے رحمت کی نظر سے  
جب اشکِ ندامت کے میری آنکھ سے بے

وابستہ ہیں کچھ ایسے مستِ خاطر بھی بشر سے  
پوشیدہ ہیں اب تک فرشتوں کی نظر سے

روئے جو کوئی پرکشش اعمال کے ڈر سے  
پھر کنویں نہ وہاں ابرِ کرم جھوم کے بر سے

آتی ہے ندا سدرہ کے ہر باہم سے ڈر سے  
واقف نہیں جس بدیل بھی پروازِ بشر سے

اُس راہ کے ذرے ہیں ستاروں کا مقدر  
گُذرا ہے میرا مسنہ جس راہ گُذر سے

گیسو ترے اے نورِ ازل نورِ مجسم  
مشاطہ رحمت نے ستوارے ہیں نظر سے

اُبھرا ہوں ترے نام کا لے لے کے سہارا  
منجھ مارے طوفان سے تداثر سے بھنوسے

بیچارہ مہینہ کو مہینے میں بدلتے  
کب تک یہ ترے شربت دیدار کو ترے

تاریکی مرقد کا بدآں اب نہیں خدشہ  
داغ گلِ طیبہ کو لگا یا ہے جگر سے

## ”دبیز محمد“

رُخِ وقت کے دھارے کا بدل کیوں نہیں جاتا  
کانٹا سا کھٹکتا ہے بھل کیوں نہیں جاتا  
دیوانے ابھی بیڑیاں کھٹ جائیں الم کی  
دبیز محمد پہ پھل کیوں نہیں جاتا





مانا خدا نہیں تو حبیبِ خدا تو ہے

تجدد میں خدا کے نور کی اک اک ادا تو ہے

پھر سرِ کسی کے نقشِ قدم پر چھکا تو ہے

پھر کعبہ مُراد کوئی دربتا تو ہے

معلوم اُن کو حالِ شبِ غم ہوا تو ہے

دامنِ پیرے اشکِ تمنا گرا تو ہے

ساغر بہ فیضِ ساقی کوثرِ بلا تو ہے

کیفِ نگاہِ یارِ میسر ہوا تو ہے

بیمارِ دردِ غم کے لئے اک دوا تو ہے

دامانِ مصطفیٰ کی سلامت ہوا تو ہے

برسیں گی آج حُسنِ ازل کی تجلیاں

اُن کے حریمِ ناز کا پردہ اٹھا تو ہے

مجھ سے گنہگارِ سیہ کار کے لئے

اک رحمتِ تمام کا بابِ عطا ہوا تو ہے

ٹھکرا دیں لاکھ اہلِ دُور اہلِ زر مجھے

اک آخری سہارا درِ مصطفیٰ تو ہے

تا بانیِ جلالِ جو کم ہے تو کسبِ ہوا

داغِ فراقِ طیبہ کی دل میں ضیا تو ہے



یقیناً موت میری زسیت کے سانچے میں ڈھل جائے  
 محمد سلے منے ہوں اور مسیحا دم نیکل جائے  
 جو پروانہ چراغِ مصطفیٰ کی نو چہل جائے  
 وہ پروانہ حدودِ ماہِ و انجم سے نیکل جائے  
 حیات و موت کا انداز ہی یکسر بدل جائے  
 ہلالِ گنبدِ خضریٰ جو دیکھوں دم نیکل جائے  
 وہ اک اشکِ ندامت حاصلِ صد بندگی ہوگا  
 کہ جو دل سے نیکل کر نوکِ مژگاں پر ٹھل جائے  
 قدمِ خارِ مغیلاں اپنے سر پر اُس کے رکھتے ہیں  
 کہ جو صحرائے بطنی کے لئے گھر سے نیکل جائے  
 پکارے جب ہلالِ اُن کو کوئی بحرِ حادث میں  
 ہوا پتوار ہو جائے مہنور ساحل میں ڈھل جائے



یارب یہ تمت ہے کہ جب نیکے مرادوم

ہو پیش نظر جودہ سرکار دو عالم

ہے حسن ترا با عشبِ زمیں دو عالم

اے نورِ خدا نورِ ازل نورِ مجسم

خوش نخت ہے وہ دہریں سے سید عالم

قسمِ ازل جس کو عطا کر دے ترا غم

ان دونوں جہانوں کی قسم دونو جہاں میں

اللہ کے بعد آپ ہی ممتاز و مکرم

ہوتا ہے جہاں ذکرِ گلِ باغِ مدینہ

گرتی ہے وہاں عرش سے انوار کی شبنم

اے شہرِ مدینہ تری عظمت کے تصدق

ہو جائے مری خاک تری خاک میں مدغم

ہے پیش نظر گنبدِ خضریٰ کی تجلی

دیکھا نہیں حبا تا نگہ شوق کا عالم

نسبت ہے اُسے آپ کے اک ناخنِ پلے

یوں ہی تو جلالِ فلک پر نہیں خم



مٹی جہان کی تیر و شبی مدینے سے  
وہ شمع ختم نبوت سے۔ جلی مدینے سے

طاف ہیں میں اُسیں کو نہیں کی مدینے سے  
خدا سے ملنے پہ جب بنی مدینے سے

ملا ہے خلد کی خور و ناس کو پیر پر  
جو گرہِ راہ مدینہ اُڑی مدینے سے

جو آئیں خلد سے رنوں میں پھینے سے  
یہ میرا دعویٰ نہ جائیں کبھی مدینے سے

گناہ کاروں میں رحمت کی جھولیاں پھریں  
نثارِ بابا ہے خدا کا سخی مدینے سے

غبارِ کوئے مدینہ کا فیض ہے جبریلؑ  
سچی ہے وادیِ سدرہ تیری مدینے سے

نثارِ ایسے گریباں پہ لاکھ بسندِ قبا  
کہ جس کی ہوتی ہو بخیر گرمی مدینے سے



جگر کے زخم برے ہوں سکوں ملے ان کو  
جو مسکرائے کل ہاشمی مدینے سے

رُوشِ روش پہ بھرتی چلی گئی خوشبو  
”صباحِ جب آئی مہکتی ہوئی مدینے سے“

اُنہیں کے درد کا صدقہ مجھے حضورؐ ملے  
جنہیں ملی شد شاعری مدینے سے

ہلال کا سہ بجھتا ہے کہاں ادھر آئے  
میرے کریمؐ نے آواز دی مدینے سے

## ”صورتِ سوال“

آئینہ خیال پہ گردِ ملال ہے  
صورتِ سوال ہے مری صورتِ سوال ہے

اک زخمِ ست نگاہ! دو عالم کے چارہ ساز  
بارِ الم سے نیشِ ست خمیدہ ہلال ہے





اے خوشا جب تک میں فکرِ نعمت میں ڈوبا رہا  
سداۓ میرے ہلالِ گنبدِ خسروی رہا

درمیاں میں قافلہ جتنا ضروری تھا رہا

طالب و مطلوب میں اک ممیم کا پردہ رہا

چاند سورج اور بھی آئے مگر گھٹ گئے

تیرا جلوہ خالص کوئین کا جلوہ رہا

ہلک میں لوح و قلم لیکن تو نکل کی یہ شان

خاک کا بستر رہا اللہ پر تبکیہ رہا

دل میں جلوہ گر رہا یوں ماہِ طیبہ کا جمال

میرا دامنِ نظر انوار سے بھرنا رہا

جب شبِ سرمئی ہوئے اک دوسرے کے زور و

دیر تک آہِ سینه گر آئینے کو نکتا رہا

تو سنِ ماہِ دنی کے ٹم سے نسبت ہے تری

تو جہاں کے تاجداروں سے ہلالِ اچھا رہا

غمِ الفت مرا اس درجہ نمایاں ہو جائے  
 بزمِ ہستی میں چراغاں ہی چراغاں ہو جائے  
 غمِ ترا کاش بری موت کا عتواں ہو جائے  
 میرا مرنا بھی بری زینت کا ساماں ہو جائے  
 ملتی ہیں دامنِ رحمت میں پناہیں اُس کو  
 اشکِ غم جب کوئی زینتِ وہِ مژگاں ہو جائے  
 حُسنِ وائیل کا جلوہ۔ بہ تصورِ افسردہ  
 کچھ طویل اور الہی شبِ ہجران ہو جائے  
 سرِ جہاں نقشِ کفِ پائے محمدؐ پہ ٹھکے  
 بس وہیں خستمِ بری عمرِ گزراں ہو جائے  
 نوکِ مژگاں کی قسم پختہ مژگاں کی قسم  
 زخمِ دل کا شش بہارِ گلِ خنداں ہو جائے  
 روئےِ دانشمیں کے جلوے میں تصور میں ہلاک  
 چشمِ آئینہ اگر دیکھے تو حیران ہو جائے



اگر نصیب نہ وہ سنگِ ہستاں ہوتا  
جبیں کا داغ نہ پھر اتنا ضوفاں ہوتا

جو سربہ سر نہ ترا لطفِ بکیراں ہوتا  
نہ جانے حشر میں کیا حالِ عاصیاں ہوتا

ہلالِ اکاشِ تری گردکارواں ہوتا  
مکان کی قید نہ احساسِ لامکان ہوتا

شبِ الم جو نہ جلتے چراغِ پیکوں پر  
تو کیسے گھر مرا پھر رشکِ کمکشاں ہوتا

نہ ملتی گردِ سفرِ شہبِ رسالت کی  
تو آسمان بھی کہنے کو آسماں ہوتا

کسی کی جلوہ گہ ناز میں جو مرجاتا  
بڑا کرم ترا اے مرگِ ناگماں ہوتا

اُن ہی کے غم میں مجھے کاش موت آجاتی

اُن ہی کا غم بری بستی کا پاسباں ہوتا

تمہارے غم کا سہارا نہ بلتا ہجر کی شب

حدیث درد کا پھر کون ترجمان ہوتا

میں عندلیبِ چمن زارِ مُصطفیٰ نہ ہوا

ہلالِ اُوجِ ثریا پہ آشیاں ہوتا

## ”خاکِ مدینہ“

نہیں چاہتا دردِ دل کو سکوں دے

مگر مانگتا ہوں وہ جذبِ دلوں دے

جو خاکِ مدینہ کو سر پہ اُٹھٹالے

اک ایسی تڑپ دے اک ایسا جنوں دے



مہینہ برتنا ہے وہاں بر سنا کی صورت  
ذکر ہو تہ ہے جہاں صل علی کی صورت

جس نے دنیا میں نہ دیکھی ہو خدا کی صورت  
دیکھ لے ستید ہوا کس لہا کی صورت

جب نہیں آئی نظر کوئی شفا کی صورت  
اُن کا غم بن گیا خود آپ دوا کی صورت

اُن کا نام آیا تھا بس لب پہ دعا کی صورت  
کھل گیا بابِ کرم حسنِ عطا کی صورت

یاد جب والی طیبہ مجھے فرمائیں گے  
اڑ کے جاؤں گا وہاں بادِ صبا کی صورت

لہجہ شاں ہوتی نہ یہ بزمِ ثریا ہوتی  
گر نہ ہوتی ترے نقشِ کفِ پا کی صورت

جب شبِ غم اُنہیں مشکل میں پکارا میں نے  
آپ آئے ہیں وہیں عقدہ کشا کی صورت

دوستو! آؤ محسن کی خلائی کر لیں  
دائِ فانی میں فقط ہے یہ بقا کی صورت



جب چلے سا حسبِ معراجِ خدا سے ملنے  
نور سے دھلنے لگی عرشِ علی کی صورت

کاش طیبہ کی ہوا مجھ کو اڑا کر لے جائے  
رہ نہ جاؤں میں یہاں آبلہ پا کی صورت

جلوہ چھپا نہیں اب کوئی بھی نظروں میں بجاں  
جب سے دیکھی ہے مہ غارِ حسد کی صورت

## ”سِلکِ غم“

سِلکِ غمِ الفت کو پرونا نہیں آتا  
رونا تو یہی ہے مجھے رونا نہیں آتا

اے ہجر کی شبِ دیدِ غم، کیسے بتاؤں  
یہ دردِ کلیجے میں سمونا نہیں آتا

نہ کے نور ہاں کے لئے آپ سے  
ذوقِ نظارہ برحمت سے آپ سے

آتشِ کفر بجھانے کے لئے سپ سے  
شمعِ توحید جودنے کے لئے آپ سے  
عظمت جبہ بڑھانے کے لئے سپ سے  
نقشِ ہر مٹانے کے لئے سپ سے

دولت دردمانے کے لئے سپ سے  
غز کے گلاب بنانے کے لئے سپ سے  
مصلحت کاروں کو دنیا سے سیدہ ہاروں کو  
اپنے دامن میں چھپانے کے لئے سپ سے

ہر دُخاں کو نین کی دامن میں لئے  
دیدہ دُور میں سمانے کے لئے سپ سے  
عامیو باغ و پھیں فردِ ندمت دہونے  
چشمہ فیض بہانے کے لئے آپ سے

اپنا پیوندِ قبا رحمستِ یزدان کی قسم  
دُشمنِ عصیاں پہ لگانے کے لئے آپ سے


وہ اشارہ جو کریں موجِ بلا چل کے بلال  
میری کشتی کو بچانے کے لئے آپ سے



ہر نفس میرا غریق بحر عسلیاں ہے تو کیا  
 تم ذرا نامِ محسنہ لے کے کھینچو تو سہی  
 ہاتھ سے چھوٹے نہ دامن سید کونین کا  
 جب میسر ہے مجھے سایہ تمی دیوار کا  
 نے لیاست خاں طیب نے مجھے آغوش میں  
 کر لیا وابستہ دامن رحمت جس سے

جب ساحل پر ہیں پھر یہ شور طوفان ہے تو کیا  
 خنجر غم لاکھ پرستِ رگ جاں ہے تو کیا  
 ساری دنیا بھی اگر مجھ سے گریزاں ہے تو کیا  
 مہر تاباں حشر میں سد شعلہ ساماں ہے تو کیا  
 تنک مجھ پر عرصہ کو رنجیب ہے تو کیا  
 حشر میں رسوائی چاہے گریباں ہے تو کیا

اُن کا پیوند قبا زخموں پہ رکھ لوں گا ہلال  
 چارہ فرمایاں ہے نہ کلام درماں سے تو کیا

در نہی پہ مجھے پائمال ہونے دو   
 جال ہوں مجھے بدرکماں ہوسے دو

میں چہ خیال میں سینا مسجد نبوی  
 بھ آج ذکرِ نازن بدن ہوسے دو

یہی خیال ہے معراج بستگی کی ہل  
 سی خیال میں محو خیال ہونے دو

نسر توں کا جہاں کیا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں  
 نبیؐ کے غم سے مجھے مالا ماں ہونے دو

نہ اور بات کرو کوئی زائرینِ حرم  
 وہیں کا ذکر وہی قبل و قال ہونے دو

ہمانے دو مجھے رحمت کی اوٹ میں آنسو  
 ذوں کچھ اور غم انقصا ہونے دو

تجلیات سے پھر ہر نا محبوبیاں نیت  
 نظر کو قیل و قال سب جہاں ہونے دو

نہ غم یہ طہر کی شریح پھر ہو  
 ہاتھ کو ابھی ماہ کمال ہونے دو



طیبہ کی سرزمین ہے یہ صحنِ حرم نہیں  
دُڑے یہاں کے مہر و رخشاں سے کم نہیں

اے پکیرِ کرم ترا کس پر کرم نہیں  
تیرے بغیر زینتِ لوح و قلم نہیں

آماجگاہِ رحمت شاہِ اُمم نہیں  
وہ دل جو بے نیازِ غمِ بیشِ دکم نہیں

کر دے جو بے نیازِ رموزِ خود آگہی  
ایسی نگاہ کم بھی بہت کچھ ہے کم نہیں

سجدے بھی ناماً، عقیدت بھی ناماً تمام  
پیشِ نظر جب آپ کا نقشِ قدم نہیں

اے دستِ تکیہ رُبھ کے مرا ہاتھ تھام لے  
واماندگی سے چورہوں پیروں میں دم نہیں

پن در رسول سے نال در رسول  
اب کوئی غم نہیں مجھے اب کوئی غم نہیں

پہلے جہاں گنسبدِ خضریٰ کو دیکھ لوں  
پھر اس کے بعد جان بھی جائے تو غم نہیں





اشک دامن پر سجے ملکوں کو زیبائی ملی  
 تیری فرقت میں شبِ غم کو یہ رعنائی ملی  
 شانِ یکتا سے تجھے یہ شانِ یکتائی ملی  
 سنگِ ریزوں کو تری مٹھی میں گویائی ملی  
 مُطربِ فطرت نے جب چچیرا مرا سارِ حیات  
 رُوح کے پردوں میں تیرے غم کی شہنائی ملی  
 صاحبِ سرِ شبِ سرِ بے بلووں کی قسم  
 یہی شب کو تری زلفوں کی رعنائی ملی  
 جب بھی لب پر اُلیپ ذکرِ نبی نامِ نبی  
 رُوح کو بالِ سیدگی اور دِل کو توانائی ملی  
 جب ہوا اُن کا اشارہ جب ہوا اُن کا کرم  
 ہر مسرتِ خود میری دھلیبِ پُراستی ملی  
 ہم نے دیکھا ہے ہلا آئی نوسرِ اوجِ فلک  
 آسمانِ غم پہ اک تصویرِ گشتائی ملی



ہر ذرہ روہ طیبہ کا انجم ہے قمر ہے  
جلوہ تراکتے ہیں شبِ غم کی سحر ہے  
طیبہ ہے نظر میں کبھی طیبہ کا سفر ہے  
یہ سلسلہ تارِ نفس خستہ اگر ہے  
سیدر کے در و بام ہیں دامانِ نظر ہے

### قطعہ بند

تو محور کوئین ہے کوئینِ نگر ہے  
دے مجھ کو سکوں فاطمہ زہرا کا تصدق  
آجائے آقا میں کہیں ڈوب نہ جاؤں  
ہر سمت برستی تھی کبھی تیرگی گھر میں  
لوٹا ہے نہ لوٹے گا کبھی مانگنے والا  
جب خالق کوئین کی ہیں ساری ادائیں  
ہر ایک گنہگار کی اللہ کے آگے

آقا یہ میرا حال ہوا بارالم سے  
مانندِ بلالِ نکاب پیرِ کمر ہے



جو بخش پر نگاہِ مرشدِ مینا نہ آتی ہے

مثالِ موجِ کوثرِ گردشِ پیمانہ آتی ہے

چلتی رقص کرتی جھوم تی متانہ آتی ہے

صبا سر پر لئے خاکِ درجائانہ آتی ہے

زکوٰۃ حسن لینے کے لئے شمعِ رسالت سے

شعاعِ مہرِ تاباں صورتِ پروانہ آتی ہے

وہ ماں ہیں کرم پر جان دئیے اُن قدموں پر

ارے دیوانے یہ ساعت کہیں دُرائانہ آتی ہے

چلو بادہ کشو دل کھول کر پنیائے عرفاں

گھٹا طیبہ سے اُٹھ کر جانبِ مینا نہ آتی ہے

نہ جانے کیوں چپک پڑتے ہیں ساغردں بھرا تا ہے

مجھے جب یاد تیری استنِ حشا نہ آتی ہے

لگا آنکھوں شعلِ چہرے پہ اب خاکِ سرطیبہ

مبارک وہ تری مسندِ دلِ دیوانہ آتی ہے

دمِ آخر یہ کس کا نام آیا ہے میرے لب پر

قضا خود بن کے زلفِ زندگِ کاشانہ آتی ہے

تصور میں جب آتا ہے جلالِ کنبدِ حضری

مجھے شوقِ انقمر کی یاد بے تابانہ آتی ہے



حمد کی شان کا مفہوم ترے نام میں ہے

حسن توحید کا اسلوب ترے کام میں ہے

جو ترے غم کے لئے دکھ میں ہے آلام میں ہے

میرے نزدیک وہ راحت میں ہے آرام میں ہے

ارضِ طیبہ تری تا بانی و نزہت کی قسم

خُلد کی صُبح کا انداز تری شام میں ہے

پر تو زلفِ ترا حلوۂ عارضِ ترا

شب کے انداز میں ہے صُبح کے منہام میں ہے

بابِ خیبر کی قسم آج بھی شاہد ہے جہاں

بیستِ ضربِ علی سینہٴ اصنام میں ہے

ساقیِ بزمِ دنیٰ منہجِ میزِ اسبِ کرم

موجِ سُم سُم ترے اک دُرِ دتہہ جام میں ہے

ککشاں اوجِ ثریا سے یہ کہتی ہے ہلال

نورِ ہی نورِ مدینے کے در و بام میں ہے



جب جلوہ گر جہاں میں میرا مست ہوا  
سورج کو اس کے تمووں کا صدقہ عطا ہوا

کیف الوری ہوا کہیں خیر الوری ہوا  
تو ہر ادا میں خالصتہ کل کی ادا ہوا

یوں گود میں حلیمہ کی بیٹھا ہے شہِ خوار  
رکھا ہو جیسے رحل میں قسراں کھلا ہوا

دل کو ٹپ نظر کو تجسس جگر کو سوز  
جو کچھ ہوا وہ آپ کے در سے عطا ہوا

جب آ رہا تھا سن نبوت شباب پر  
جلوہ گر ازل درِ غارِ حرا ہوا

میری جہیں کو رفعت کو نین مل گئی  
معراج بستہ گی جو درِ مصطفیٰ ہوا

تو ہر ادا میں مصحفِ یزداں کا باب ہے  
بدلتی ہوا کہیں شمس الضحیٰ ہوا

سردست کوئی، کوئی منصور بن گیا  
دیکھا جو رُخ سے میم کا پردہ اٹھ ہوا

یہ بھی کسی کے کامل پیچاں کا فینز ہے  
حاصل خم بلاں کو جو ارتقا ہوا





تری نگاہ کا شہرہ جہاں پتا ہوں میں  
تیرے جلال کی ہیبت سے کج کلا ہوں میں

جو تیرے فقر کے طالب ہیں خانقاہوں میں  
پراغ آج بھی روشن ہے اُن کی راہوں میں

جہاں کا حسن چھپے کیا مری نگاہوں میں  
وہ نور دیکھا ہے طیبہ کی جلوہ گاہوں میں

قفس نصیب ہوں یارب اڑے آہوں میں  
بہار طیبہ سمٹ آئے میری باہوں میں

مردِ نجوم کی قسمت پہ رشک آتا ہے  
بچھے ہوئے ہیں ازل سے تمہاری راہوں میں

قدم قدم پہ ہو جنتِ روشِ روش پہ بہار  
خدا کرے مجھے موت آئے تیری راہوں میں

حضورِ حسنِ تبسم کی کچھ زکوٰۃ بٹلے  
ہلا آں نو ہوں کہیں کھونہ جاؤں راہوں میں



اسیرِ زلفِ محبت رہیں دامنِ ترا  
 نہ کیوں ہو فرغِ غلامی کہ ہوں غلامِ ترا  
 نہ ہے کرمِ سب کوثرِ یہ بہتہ مِ ترا  
 نہیں رہا کوئی محرومِ تشنہِ کامِ ترا  
 خدا کرے کہ مرے اس طرح غلامِ ترا  
 سرِ نیاز ہو قدموں پہ لب پہ نامِ ترا  
 کرے گا داورِ محشر یہ احستِ ترا  
 وہ بخشا جائے گا عاصی جو لے گا نامِ ترا  
 کوئی الم ہو، مصیبت ہو، رنج ہو، غم ہو  
 تمام درد کا درماں ہے ایک نامِ ترا  
 تمام میکہِ دہر ہو گیا سیراب  
 ملا بہ فیضِ نگاہِ کرم وہ حبِ نامِ ترا

وہ دیکھ مجھ کو محنت مند نے یاد فرمایا  
 شبِ فراق ہوا آج اختتامِ ترا  
 جبینِ صبحِ دو عالم ہے تجھ سے تابندہ  
 بھلا ہو کوئے نبی کی حسینِ شامِ ترا  
 ہے فیضِ صاحبِ شوقِ القمر کے جلوؤں کا  
 ہلالِ پھیل کے ہونا مسرِ تمامِ ترا

## ”چراغِ تمنا“

چراغِ تمنا کی تیر کر لوں  
 بساطِ شبِ غم کو گلِ ریزہ کر لوں  
 یہ موتی لٹانے ہیں قدموں میں اُن کے  
 کٹوڑے نگاہوں کے لبریز کر لوں



پھر یہ گم ہے صاحبِ برّ اللہ ہے کی راہ میں  
 پھر بلالِ آسماں ہے ارتقا کی راہ میں  
 کر بلا دونوں سے نو چھو کر بلا کی راہ میں  
 کیسے کٹتے ہیں جگر پارِ خد کی راہ میں  
 دیکھنے والوں نے دیکھا نمٹنے کی راہ میں  
 خالقِ کونین ہے صلِ علی کی راہ میں  
 قمقمے بکھرے پڑے ہیں جا بجا بجب انوار کے  
 صاحبِ وائسب تیری گرد پا کی راہ میں  
 اب کوئی مشکل بھی میرے سامنے مشکل نہیں  
 آٹھ پانچوں میں درِ مشکل کٹ کی راہ میں  
 ہو گیا پھر لکشاںِ طح وہ روشن بلاں  
 جو بھی ذرہ سے گسب ماہِ دنی کی راہ میں



حشر میں نامہ اعمال جو کالے ہوں گے  
سب کے سب وہ تری رحمت کے حوالے ہوں گے

یتری بدحت کے بہ ایں شان مقلے ہوں گے  
ایک اک لفظ میں قسہ آں کے حوالے ہوں گے  
آہ نیکے گی نہ لب پر کبھی نامے ہوں گے  
غم کی تصویر ترے چاہنے والے ہوں گے

دشتِ طیبہ میں اگر پاؤں میں مچھالے ہوں گے  
سُرخِ خار مغیلاں کے حوالے ہوں گے  
ماہِ طیبہ کا یہ پیغام صبا لانی ہے  
اب برسے گھر میں اُجالے ہی اُجالے ہوں گے

عاصیو! آؤ تمہیں لے چلوں اُن کے در پر  
اک دُہی دُربے جہاں غم کے ازالے ہوں گے  
ایک دن اُن کی نظر تیر بنا دے گی ہلاک  
ایک دن گردِ ترے نور کے ہالے ہوں گے



وہ بھی دن ہوگا نہ رُخ ان کا ادھر بھی ہوگا  
 اُن کے جلوؤں سے منور مرا کھسے بھی ہوگا  
 اُن کی رحمت سے دُعاؤں میں اثر بھی ہوگا  
 کعبہ دیکھیوں کا مدینے کا سفر بھی ہوگا  
 پیکر نور الہی ہو سہرا پا جس کا  
 کیسے اُس نور کو کھسے دوں کہ بشر بھی ہوگا  
 چل وہاں سجدوں کی تقدیر بدل جائے گی  
 در بھی ہوگا وہاں خود صاحبِ در بھی ہوگا  
 ساتی کوثر و تسنیم کے متوالوں کو  
 جام کے ساتھ عطا کیفت نظر بھی ہوگا  
 وقت معراج کی تصدیق کرے گا اُن دن  
 ”ایک پل میں کبھی صدیوں کا سفر بھی ہوگا“  
 آج ہے توفیقِ نعت پہ گو مثلِ ہلال  
 وہ بھی دن ہوگا کہ تو رشکِ قمر بھی ہوگا





سراپا دیکھ کر اللہ اللہ  
 ہے آئینہ آئینہ گر اللہ اللہ  
 بچے ہیں فرشتوں کے پر اللہ اللہ  
 بنی مکرم کا گھر اللہ اللہ  
 یہ شام اللہ اللہ سحر اللہ اللہ  
 مدینے کے آٹھوں پہر اللہ اللہ  
 دو رکعتے ہیں جو اپنے فضل کرم سے  
 شکستہ دلوں کی خبر اللہ اللہ  
 انہیں کی طلب ہے انہیں کا کرم ہے  
 کہاں میں کہاں اُن کا در اللہ اللہ  
 کسی کے کرم نے گلے سے لگایا  
 کسی کا کرم اس قدر اللہ اللہ  
 مہمان کے دامنِ رحمت میں چھپ کر  
 بولی زندگی معست بر اللہ اللہ

خدا مدینہ کے قربانِ حباؤں  
سربِ نادرِ شکرتِ اللہ

نہ ایک سو جس سے مکان، مکان  
وہ دیکھے مستند کا ہر اللہ  
دینے کی عیوں میں لوگوں نے دیکھا  
ہلالِ خمسیہ، کمرِ اللہ اللہ

## ”گل ہاشمی“

نہ میں شاخِ گل کی بہک مانگتا ہوں  
نہ میں مبلوں کی چہک مانگتا ہوں  
بسانا ہے مجھ کو لبِ مس عقیقت  
گل ہاشمی کی بہک مانگتا ہوں



جو محو وصف ستید والا تبار ہو

کونین اُس کی نوکِ قلم پر نثار ہو

برسانس پھر خدا کی قسم پائدار ہو

دم توڑتا ہو کوئی، کوئی حبسِ بار ہو

تم وجہِ کُن ہو لوح و قلم کا وقار ہو

تم آبروئے عظمت بیل و نہار ہو

مرنے پہ کاشش اتنا مجھے اختیار ہو

آنکھوں میں دم ہو اور ترا انتظار ہو

کیا کہیے اُس یتیم کو دُرِ یتیم کو

بے سایہ ہو کے سایہ پروردگار ہو

یکساں ہے سب کے واسطے حُسنِ کرم ترا

منگتا ہو، شہریار ہو یا تاجدار ہو

دل جلے گی سکون کی دولت بھی ایک دن  
تو اتنا مضطرب نہ دل بے قرار ہو

جب منع کرم میں دیکھیں ہیں آپ  
خود عمل پیر مری داغدار ہو

اک جنبش نگاہ محمدؐ کی بات ہے  
کشتی بدآں کی ابھی طوفان سے پار ہو

## ”کوثر کا جام“

بے تشنہ لب کوئی نہ کوئی تشنہ کام ہے  
ہنکامِ حشر کتنا بڑا اہم تمام ہے  
اے جنبش نگاہ محمدؐ ترے شمار  
بر امتی کے ہاتھ میں کوثر کا جام ہے



لکڑیوں کی ٹانگ سے یہ آئینہ ہے آج بھی  
اُن کے نقشِ پاؤں روشن سلسلہ ہے آج بھی

طالب و مطلوب میں یہ رابطہ ہے آج بھی  
فاصلہ حسب ضرورت فاصلہ ہے آج بھی

اشک پٹیوں پر سجا کر ڈھونڈنے نکلوا نہیں  
اُن سے ملنے کے لئے یہ راستہ ہے آج بھی

ضابطے کو نہیں میں بنے رہے مسٹر رستہ  
صاحبِ لوح و قلم کا ضابطہ ہے آج بھی

سنکریزوں کی شہادت پر ہی کیا موقوف ہے  
اُن کی ہر اک جنبش لبِ معجزہ ہے آج بھی

تیری عظمت کا، تیری مبیت کا، تیرے نام کا  
کچھ کلاہان جہاں میں تذکرہ ہے آج بھی

یہ مدینے کی فصیلیں یہ حصارِ کائنات  
 فتنِ پرکارِ ازل کا دائرہ ہے آج بھی

ہائے پیلے رہ گئے یہ غنچ ہائے بیست  
 پانی پانی غم سے نہرِ عقیقہ ہے آج بھی

تُم ہلالِ اس گنبدِ خضریٰ کو دیکھو غور سے  
 نور میں ڈوبا ہوا ہر زاویہ ہے آج بھی





جب وہ جلوہ گر نہی آئی  
 دل کی آنکھوں میں روشنی آئی  
 اے غمِ مصطفیٰ ترے صدقے  
 تیرے صدقے میں ہر خوشی آئی  
 جب گلِ ہاشمی کا ذکر چھڑا  
 دل کے زخموں پہ تازگی آئی  
 ہاتھ جب اُن کے آگے پھیلا یا  
 پھر نہ گھر میں مرے کمی آئی  
 وقتِ آخر جب اُن کا نام لیا  
 موت پھر بن کے زندگی آئی  
 ماہِ طیبِ ہلال کے گھر میں  
 آپ آئے تو روشنی آئی



جو آیا ترے سائے میں کھلی والے  
اُسے مل گئے دو جہاں کے اُجلے

بہ ایں شان لکھے خُدا نے مقلے  
مرے کھلی والے مرے کھلی والے

ندامت کے اُنکوں سے امن سجالے  
یہی ہیں غمِ معصیت کے ازلے

بلال انجمنِ نجس ہوں اُجلے  
غبارِ بدینہ کو رُخ پر سجالے

جہاں ملک میں اور غذا جو کی روٹی  
ترے فقر کی شان اسے کھلی والے

پڑھی کس نے بایں یہ نعتِ محمدؐ  
مریضِ الم لے رہا ہے سنبھالے

کتاب رُخ مُصطفیٰ اللہ اللہ

نبوت کی چتون پہ رحمت کے ہلے

اگر دیکھ لوں خواب میں ان کا جلوہ

شبِ غم نہ پھراتے پاؤں نکلے

کجا بزمِ دُنیٰ کجا بزمِ طیب

اندھیرے اندھیرے اُجلے اُجلے

تری نذر ہیں نوکِ خارِ مغیلاں

یہ دامنِ دریدہ یہ پاؤں کے چیلے

اُنہیں مانگ کر سوچتا ہوں میں اکثر

خُدا اور کیا دے بشر اور کیا لے

تری ضو پہ قمر بان ہو ماہِ کامل

ہلا آں ان کے جلوؤں سے ایسی جلا لے



آقا یہ بلاں آپ کا منگتا ہے گدا ہے  
ہاتھوں میں لیے کا سہ اُمید کھڑا ہے

پروازِ تخیل ہے کہ دل مجھوم رہا ہے  
چٹکی میں قلم لب پہ محمد کی ثنا ہے  
مشاطہ قدرت کو شرف جس سے بدلا ہے  
وہ کامل پہچان محسوس کی ادا ہے

چہروں پہ جسے خلد کی خوروں نے ملا ہے  
وہ گردِ رہِ سیدِ تولا لٹ لٹا ہے  
جب اشکِ ندامت میری آنکھوں سے گرا ہے  
رحمت کی قسم دامنِ رحمت میں سجا ہے

چھائی ہوئی گردوں پہ جو رحمت کی گھاٹا ہے  
سایہ تیری کُلی کا کہیں دیکھ لیا ہے

رضواں تیری جنت کی فضا حق ہے بجائے  
لیکن چمنِ طیب کا اندازِ جدا ہے

بیماری عصیاں کی فقط ایک دوا ہے  
ہرزخم خطا پر تیسرا پویند قبا ہے

نوشِ تمنا کی بڑھا دیجئے آفت  
پر دانہٴ حسرت ہے کہ دم توڑ رہا ہے

دیکھا ہے ہلالِ فلکِ پیر کو ہم نے  
عکسِ سُم رہ ہوارِ مستند کی ادا ہے



بالیں پہ آئے آپ سے جلوہ دہن

گویا مری قصب کو سیجا بنا دیا

مُجھ کو مری طلب سے کہیں دور دیا

کیا کم ہے یہ خوشی کہ غم مصطفیٰ دیا

ہٹوایا جب مدینے تو محسوس یوں ہوا

زخموں پہ جیسے آپ نے مرسم لگا دیا

ہم عاصیوں کو حشر میں بے سایہ دیکھ کر

تُم کو خدا نے سایہ رحمت بنا دیا

بڑا بھروسہ دامنِ ساحل پہ آگیا

اللہ کے رسول کا جب واسطہ دیا

مُجھ پر مرے کریم نے کتنا کرم کیا

دل آشنائے درد شدہ دوسرا دیا

اللہ رے یہ شانِ نبوت کے معجزے

مُٹھی میں سنگریزوں کو کھم پڑھا دیا

تیرہ شبی تمام اُجالوں میں ڈھل گئی

یہ کون غم کدے میں مرے سُکرا دیا



نُجُرمِ نُبوں مُجید کو ولیوں نے نبیوں نے حشر میں  
اے رحمتِ تمام تمہارا پستہ دیا

حُسنِ کرم نے کر دیا ذرے کو آفتاب

موجِ کرم نے قطرے کو دریا بنادیا

یہ بھی عطا ہے ماہِ دنیٰ کی ہستِ لالِ نو

خُم کو کمالِ حُسن دیا اِرْتقا دیا



بصدِ نیاز بہ عجزِ کمال کہہ دینا  
 صبا نبی سے سلامِ بلال کہہ دینا  
 اسیرِ دردِ محنت کا حال کہہ دینا  
 کرم ہو مجھ پہ بہ حقِ بلال کہہ دینا  
 شبِ فراق کے رنج و ملال کہہ دینا  
 رسولِ پاک سے سب میرا حال کہہ دینا  
 حضورِ ہاشمی رکھنا خیال کہہ دینا  
 ہے مصیبت میں مرا بال بال کہہ دینا  
 قضا بھی میری نہ مجھ پر کٹھن ہو اے آقا!  
 بوقتِ نزاع دکھانا جمال کہہ دینا  
 حضورِ داودِ معشر تمہیں بچاؤ گے  
 رُکے گا تم سے خدا کا جلال کہہ دینا

نفسِ نفس میں ہے اک اضطراب کا عالم  
نظرِ نظر کو ہے شوقِ جمال کس دینا

دیارِ طیبہ سے وابستگی ہے جن کو حضورؐ  
وہ آرزوئیں نہ ہوں پائمال کس دینا

بغیر اذنِ زیارت بغیر طوفِ حرم  
گذر نہ جائے کہیں یہ بھی سال کس دینا

تمہارے روضۂ اقدس کی حاضری کے لئے  
تڑپ رہا ہے تمہارا ہلال کس دینا



سابل ہوں بلال ان سے انہیں مانگ رہا ہوں  
 ہاتھوں میں لئے کاسہ اُمید کھڑا ہوں  
 مجرم ہوں گنہگار ہوں سرتاپا خطا ہوں  
 کچھ بھی ہوں ترے دامنِ رحمت میں چھپا ہوں  
 کیا غم جو اسیرِ غمِ حالات رہا ہوں  
 وابستہ دربارِ شہِ عفتہ کشا ہوں  
 محتاجِ سلاطین نہ رہیں اُمرا ہوں  
 تیرا سگ در ہوں ترے ٹکڑوں سے پلا ہوں  
 گردِ رہِ بطحی میں یہ ایں شان چھپا ہوں  
 مدفن کی ضرورت ہے نہ محتاجِ بردا ہوں  
 مانا کہ بُرا ہوں میں بُروں سے بھی بُرا ہوں  
 لیکن تری رحمت کے احاطے میں کھڑا ہوں

نعتِ شہ کو نین مری زیست کا جہل

نعتِ شہ کو نین میں پروان چڑھا ہوں

محسوس ہوا سر ہے برا عرشِ بریں پر

جب نقشِ کفِ پائے محمدؐ پہ جھکا ہوں

نہب طے نہ پائے تھے کہ پُر ہو گیا دامن

کیا شان ہے تیری ترا منوں عطا ہوں

کشکول بکفِ مثلِ ہلال آیا ہوں در پر

ابروئے محمدؐ کی ادا مانگ رہا ہوں



رخ کر یا اللہ کی رحمت نے اُدھر کا

مختر میں کیا عزم محمدؐ نے جدھر کا

پڑتا ہے ہلال عکس مدینے کے قمر کا

اب نور میں ڈھلنے لگا نقشہ میرے گھر کا

پھیلانے کہاں ہاتھ وہ منگتا ترے دُر کا

محتاج ہے آقا جو تری ایک نظر کا

لکھنا ہے سراپا مجھے معراجِ بشر کا

خامد ہے میری چٹکی میں جبریلؑ کے پر کا

کانٹا سا نکلتا ہے میرے زخمِ جگر کا

تم ذکر کئے حب و مدینے کے سفر کا

انداز بتاتا ہے فرشتوں کی نظر کا

جنت میں بھی ہے ذکر مدینے کی سحر کا



دامانِ تمنا پہ شبِ غم تیرے غم میں  
اب جم گیا رسِ رس کے لہو دیدہ تر کا

ہے صبیحہ انوارِ الہی کی تجھ سے  
جبریل سے یہ بھید کھلا ہے تر سے گھر کا

یہ بزمِ قمر، بزمِ ہلال اور ستارے  
اک ایک میں ہے عکسِ تیری گردِ سفر کا



اے شفیعِ اُمم اے انیس اُمم تجھ کو زہرہ کے تارِ بردا کی قسم

اک نگاہِ کرم اک نگاہِ کرم کھل نہ جائے مری معصیت کا بھرم

سدرۃ المنتہا ہے تری رہ گزر لوح محفوظ ہے تیری چوکھٹ پہ خم

ماہِ و انجم ہیں سب تیری گردِ سفر ککشاں کی ضیا ترا نقشِ قدم

اے خدا سے جہاں مالکِ شیش و کم مالکِ رفعتِ شانِ لوح و قلم

جشنِ میلادِ پاک نبی کی قسم، میرے سینے میں بھروسے مُستند کا غم

صاحبِ ہل اتی خواجہ سہ دوسرا، معنی والے آئیے ماطعنی

تیرے جلوؤں سے پہلے چراغِ دنیٰ روشنی کو ترستا تھا طاقِ عمر

ناخدا سے دو عالم خدا کے لئے کشتیِ معصیت کو بچا لیجئے

بحرِ ظلمات سے پار کر دیجئے ہو نہ جائے کہیں یہ غریبِ اُمم

در پہ آیا ہے آقا سراپا خطا، اپنے دامانِ رحمت میں لیجئے چھپا

دلِ ندامت کے احساس سے مضطرب آنکھ فرطِ غم معصیت سے ہے غم

غم نہیں اس کو تارِ یکی قبر کا ہے بلا آج کا سہ بکفِ آپ کا

غم کدے میں مرے اے مہِ آمنہ بس چمکتا رہے تیرا داغِ اُم



دمِ تزمینِ آب و گل نہ جانے کسِ خیال آیا  
خدا نے پاس اپنے رکھ لیا محبوب کا سایا

مجھے جب بدستِ شانِ رسالت کا خیال آیا  
فرشتوں نے فلک سے نورِ میرے گھریں برسایا

مرے ذوقِ نظر پہ آپ نے جب لطف فرمایا  
مجھے کونین کی ہر چیز میں طیبہ نظر آئی

سیا ہی رات کی پھر ڈھل گئی صبحِ درخشاں میں  
شبِ غم صاحبِ وائیل کا جب لب پہ نام آیا

میرے پیشِ نظر تھا نقشِ پائے مطہرے اور نہ  
ہجومِ رنگ و بو نے ہر قدم پر مجھ کو بہکایا

ظنا میں مل گئیں کونین کی بسیتِ المقدس سے  
خدا نے جب محمدؐ کو شبِ معراج بلوایا

رکھا ہے کاسۂ دل میں بہتِ حسنِ عقیدت سے  
ہلالِ جعفری نے آپؐ کی بدست کا سرمایا



اُنہیں ہلال کی رودادِ غم سُنائی ہے  
صبا مدینے سے پینم لے کے آئی ہے

و فورِ غم سے میری جان پر بن آئی ہے  
مکین گنبدِ خضریٰ تیری دُہائی ہے

یہ بات حضرت جبریلؑ نے بتائی ہے  
شہنشاہی درِ محبوب کی گدائی ہے

ادھر یہ شان کہ قبضے میں گلِ خُدائی ہے  
ادھر یہ عجز کہ مصرف میں اک چٹائی ہے

حرمِ عرش نے چوما ہے نقشِ پاؤں تیرے  
قسمِ خدا نے تیری سرزمین کی کھائی ہے

سجا لیا ہے ستاروں کو نوکِ مژگاں پر  
شبِ الم جو کبھی یاد تیری آئی ہے

تو شرحِ لوح و قلم ہے تو حسنِ نورِ ازل  
تیری اداؤں میں اندازِ کسبِ ریائی ہے

سوائے تیرے کرم کے کوئی علاج نہیں  
”ہلال نے وہ کلیجے پہ چوٹ کھائی ہے“



یہ کس کی طلب ہے یہ کس کی لگن ہے یہ رہ رہ کے کس کا پیام آرہا ہے  
جہیں تمنا ٹھکی جا رہی ہے یہ کون آج مستِ خدام آرہا ہے

مقامِ ادب ہے مقامِ ادب ہے، نگاہوں کو اب فرشتے جادہ بنا لو  
پڑھو تم صلوٰۃ و سلام اہلِ محفل کہ لب پر محبت کا نام آرہا ہے

قدم بھٹکے بھٹکے نظر ہلکی ہلکی، ذرا زحمت یک نظر میرے ساتی  
خُدارا کوئی جامِ میری طرف بھی کہ در پر تیرے تشنہ کام آرہا ہے

ستاروں میں ہے نورِ جلوؤں کا جس کے ضیا جس سے پائی ہے شمسِ قرنی  
منور ہیں کون و مکاں جس کی صنو سے وہی آج ماہِ تمام آرہا ہے

وہ روضے کی جالی وہ روضے کا گنبد، مدینے کے راہی فدائے محمد  
تو چشمِ عقیدت کو درسِ ادب دے، کہ نزدیک اب وہ مقام آرہا ہے

فرشتے سلامی کو حاضر ہیں در پر، غلامی کو غلمان آئے ہیں بڑھ کر  
خُدا کا شناسا خُدائی کا بھیدی محمد علیہ السلام آرہا ہے

یہ ذکرِ محمد کا ہے فیضِ ورنہ ہلاآں زمیں کی حقیقت ہی کیا ہے  
کہ تیرے ادبِ معصیت کا سراپا جو نعتِ محمد کے کام آرہا ہے



بادشاہوں سے شہنشاہوں سے برتر ہو گیا

یا رسول اللہ جو تیرا سگ در ہو گیا

خاتمہ جس کا در عقدہ کشا پر ہو گیا

بے نیاز مشکلاست روز محشر ہو گیا

صاحب کشور بنا رشک سکندر ہو گیا

جو گدا آیا ترے در پر تو نگر ہو گیا

گلشن کو نین پھر اُس کا مقدر ہو گیا

جو اسیر حلقہ زلف پیمبر ہو گیا

شاید اُن کا لطف تجھ پر دیدہ تر ہو گیا

ایک اشک غم علاجِ قلب مضطر ہو گیا

جب کوئی اشکِ ندامت میری آنکھوں سے گرا

موجہ رحمت میں مل کر اک سمندر ہو گیا

دیکھ کر اک اشہبِ ہسری کی پروازِ کمال

طاہرِ سدرہ سرِ سدرہ پہ بے پر ہو گیا



اُس جبین پر چاند تارے کمکشاں کردوں شمار  
جس جبین کو تیرا نقشِ پا مقدر ہو گیا

مرحبا یہ معجزہ شانِ نبوتِ مرحبا  
تیرا کلد سنگریزوں کو بھی ازبر ہو گیا

کارواں درکارواں گھرِ سفرِ سر پر لئے  
اک غریبِ شہرِ حاضرِ ترے در پر ہو گیا

اے ہلالِ نومبارک جو ترے خم کے لئے  
تو سنِ ماہِ دنی کا سُم مقدر ہو گیا



تو دستِ لم یزال کا ایسا کمال ہے  
تیرا جواب ہے نہ جہاں میں مثال ہے

یوں محو اضطرابِ دل پُر ملال ہے  
یہ حاضریِ رونہ اقدس کا سال ہے

اُن کے خرامِ ناز سے جو پامال ہے  
وہ جانِ گلستاں ہے گلِ نونال ہے

میں وہ فقیر! فقر ہی جس کا مال ہے  
تو وہ کریم جس کا کرم لازوال ہے

معلوم ہے سب آپ کو جو میرِ حال ہے  
آقا! میں کیا کہوں میری صورتِ سوال ہے

لذت نہ پوچھ داغِ فراقِ رسول کی  
ہر زخمِ بے نیازیِ غمِ اندمال ہے

محتاج ہے جو چشم عنایت کا آپ کی  
 اک ایسا میرے آئینہ دل میں بال ہے  
 تم رحمت تمام ہو کلی میں ڈھانپ لو  
 مجرم ہوں معصیت میں میرا بال بال ہے  
 تم دیکھ لو تو غم کی کدورت سے پاک ہو  
 آئینہ حیات میں اک ایسا بال ہے

یارب بے فیض ابروئے سرکار ہو کرم  
 بارِ الم سے پشت خمیدہ ہلاک ہے



وصف کس مُنہ سے کروں بارِ الہا تیرا  
تو بھی بیکتا ہے محمد بھی ہے بیکت تیرا

طالبِ دید تیرا حُب کا مارا تیرا  
کاش! دیکھے کبھی آنکھوں سے مدینہ تیرا

لذت ہجر محمد میں تڑپنا تیرا  
قلب مضطرب ہی حُسنِ مداوا تیرا

لیلِ شب کو چراغوں کی ضرورت نہ رہی  
اس نے دیکھا ہے کہیں چاند سا ملوا تیرا

ہیں یہی محرمِ اسلوبِ محبتِ دونوں  
اک مؤذن تیرا اک حاملِ فرقہ تیرا

ہجر محبوب کا غم پیشِ نظر تھا شاید  
عرش پہ رکھ لیا اللہ نے سایا تیرا

کوہِ فاراں کی تجلی کی جھلک تھی موسیٰ  
 طورِ سینا تیرا حُسن یہِ بضیا تیرا

ایک دن دامنِ رحمت میں جگہ پائے گا  
 اشکِ غمِ نِویں میری پلوں پہ مچلنا تیرا

حُسنِ فطرت تجھے کندن سا بنا دے گا ہلال  
 شمع کی طرح شبِ ہجر میں گھلنا تیرا

ہزار لغزش پانے کیا ہوں مجھے  
سنبھالتا رہا اللہ کا رسول مجھے

نہیں وہ انجمن آرائیساں قبول مجھے  
جہاں نہ ملت ہو ذر غم رسول مجھے

پس فنا مری میت ہو بے نسب زکین  
چھپا لے کاش در مصطفیٰ کی دھوں مجھے

تمام دھڑکا بارالم خدا شاہ  
بے تیرے غم کی خوشی کے لئے قبول مجھے

مرے چمن کی بہاروں کے خود امین ہیں وہ  
پتہ یہ دیتا ہے طیبہ کا چوں چوں مجھے

رہا اسیر ام ہاتے روزگار مگر  
ترے کرم نے نہ ہونے دیا ملول مجھے

وہ شاخ طوبیٰ کے سائے میں ہے سئون کہاں  
سکوں جو دے گا ترے دشت کا بول مجھے

پھر آفتاب قیامت سے عافیت مل جائے  
پناہ دے دے اگر چادر بتوں مجھے



بساؤں عفو کی خوشبو سے معصیت کا لباس  
 بے کسیں چینِ دہشمنی کا پھول مجھے

بھرم تجھی سے رہے گا میرے تیغ کا  
 ہٹانے دے ترے رستے سے میری مجھول مجھے

ہلالِ بھولِ رسمِ رہوارِ مصطفیٰ کی قسم  
 بلا یہ حسنِ خرمِ ابروئے رسول مجھے



گلشن کا افتخار میں کلیاں لیے ہوئے

وہ آگئے نوید بہاراں لیے ہوئے

اُن کا خیال خلد کا سا ماں لیے ہوئے

اُن کا جمال صُبح درخشاں لیے ہوئے

اُس پیکر لطیف کی میں کیا مثال دوں

بے سایہ اور سایہ نیرِ داں لیے ہوئے

دُورِ قیم ہے یہ حسیرۂ کی گود میں

یارِ حل میں یہ مہی ہے قرآن لیے ہوئے

یارت عطا ہو حبِ لواءِ شُرکانِ مصطفیٰ

پھرتا ہوں میں بھی چاکِ گریباں لیے ہوئے

سجدے تڑپ رہے ہیں جبینِ نیاز میں

سنگِ درِ رسول کا ارماں لیے ہوئے

پلکوں پہ کمکشاں کو سجایا شبِ الم

ہر اشکِ غم ہے بزمِ چراغاں لیے ہوئے

اللہ رے ہلا آں گلِ ہشمتی کی یاد

ہرزخمِ دل ہے ایک گھٹاں لیے ہوئے



مرے غم کا مداوا خالقِ تقدیر ہو جائے  
کرم مجھ پر بہ حقِ زمینبِ دلگیر ہو جائے

مکمل پھر حدِ میثِ درد کی تفسیر ہو جائے  
”بیاضِ دل پہ نامِ مُصطفیٰ“ تحریر ہو جائے  
جسے آزاد ہونا ہو شبِ غم کے تسلسل سے  
اسیرِ حلقہ پائے گیسوئے شبیر ہو جائے

ذرا بھی مُسکرا کر دیکھ لو تم میری دُنیٰ کو  
بساطِ غم اُلٹ جائے خوشی تقدیر ہو جائے  
وہ بالیں پر کھڑے ہیں اے اجلِ موقعِ غنیمت  
خُدارا جلد آ ایسا نہ ہوتا خسیر ہو جائے

بُوں ہی پھرتا پھرتا کاش اُن کے در پہ جان بکلوں  
کرم اتنا کبھی اسے گر دشمنِ تقدیر ہو جائے  
چلو اہلِ مُہبت داغ لے کر ایسا دُنیا سے  
کہ ہر گوشہِ لحد کا تبس سے پُر تصویر ہو جائے

کسی شبِ عالمِ رویا میں آقا کاش ایسا ہو  
تمہارا آنا میرے خواب کی تعبیر ہو جائے

مے غم سے شناسا ہوں ناکِ دالے زمیں دالے  
بلا ل عید پر چسپاں مرنی تصویر ہو جائے



ہر ایک بندِ سلاسل سے ماورا ہوں میں  
ایسے حلقے گیسوتے مُصطفیٰ ہوں میں

بہی کے غم کی حقیقت کا آئینہ ہوں میں  
کسی کے درد کی تصویر بن گیا ہوں میں

تلاشِ خارِ مغیلاں میں کھو گیا ہوں میں  
علاجِ دل کے پھپھولوں کا ڈھونڈتا ہوں میں

تجلیات کے سانچے میں ڈھل رہا ہوں میں  
نبی کی جلوہ گہ نماز میں کھڑا ہوں میں

تخیلات میں اُلٹی کسی نے رُخ سے نقاب  
تصویرات میں قسداں پڑھ رہا ہوں میں

ملکین گشتِ بدِ خضر می ترمی دُہائی ہے  
غموں سے نقشِ بدِ یوار ہو گیا ہوں میں

ہلالِ صاحبِ شق القمر کے جلوؤں سے  
مٹاں ناخن پاتے مسِ دنی ہوں میں



عاقبت مانگو نہ دریا کاکستارا مانگو  
مگر لطفِ محمد کا اشارا مانگو

درد مانگو نہ شبِ حیر کا یارا مانگو  
توکِ مرگاں پہ چمکتا ہوا تارا مانگو

ماسوا اس کے نہ کچھ اور خُدا را مانگو  
اپنے اللہ سے اللہ کا پیارا مانگو

یہی شب کو ضیا بار بنانے کے لیے  
صاحبِ نجم کے تلووں کا اُتارا مانگو

فردِ عصیاں کے لیے فردِ ندامت کے لیے  
اُن کے اکرام کا بہتا ہوا دھارا مانگو

بحرِ عصیاں کے تھپیڑوں سے نکل جاؤ گے  
ڈوبنے والو محسُود کا سہارا مانگو

تیرہ بجتی ابھی انوار میں ڈھل جائے ہلاں  
گنبدِ سبز کے جلوؤں کا نظارا مانگو



بصد نسیب ز صبا کتنا کملی دالے سے  
نہیں سنبھلتا ہے پہلو میں دل سنبھالے سے

ہے چار یاروں کا ٹوں لمس کملی دالے سے  
کہ جیسے چاند کے ہوتے ہیں گرد ہالے سے

پھر اٹھ رہے ہیں حسیم جمال کے پردے  
روش روش پہ بکھرنے لگے اُجلے سے

یہ کس نے نعتِ مستند پڑھی ہے بالیں پر  
کہ لے رہا ہے مریضِ الم سنبھالے سے

ترے جمال کی رحمت یاں سی ہستی ہیں  
کلی سے، غنچہ سے، شبنم سے، گل سے لالے سے

ورق ورق پر مشیت نے اپنے قسداں میں  
رقم کیے ہیں ترقی شان میں مقلدے سے

یہ فیضِ تابشِ دندانِ مصطفیٰ دیکھو  
بکھر رہی ہے شبِ غم میری اُجلے سے

مرا پیام مدینے پہنچ گیا شاید  
غمِ حیات کے ہونے لگے ازلے سے



نہ عند لیبِ چمنِ اتنا روکلی کے لیے  
مزاجِ گلِ نہ مکدر ہو تیرے نالے سے

اسیرِ غم کی کھلیں بسیڑیاں ہوا آزاد  
گرہ کشائے دو عالم ترے حوالے سے

میں ڈوب ڈوب کے تاریکیوں سے نکلا ہوں  
ہلالِ آیہ و النجم کے حوالے سے

## ”توثیق“

یزداں کے خیالات کی توثیق ہوئی ہے  
آئینے سے آئینے کی تصدیق ہوئی ہے

صدیوں رہا قندیل تقدس میں امانت  
پھر نور سے اک نور کی تخلیق ہوئی ہے



اک گل ہے کہ جس میں نہیں کانٹے کا گماں تک  
 ہے تیری تجلی حرم رست جہاں تک  
 اس نور کے سائے میں ہیں کون و مکان تک  
 پہونے لگی انوار کی بارش سرِ محفل  
 بنویرِ ازل، حُسنِ اتم، نسبتِ عظیم  
 اے رحمتِ عالم مجھے طیبہ میں بلا لے  
 یہ خاکِ مدینہ ہے ستاروں کا مقدر  
 اک نور کی ہے شمع نہیں جس میں دُھواں تک  
 جلوہ ترا محدود نہیں کا ہکشاں تک  
 جس نور پہ ہوتا نہیں سائے کا گماں تک  
 آیا تھا ترا نام ابھی نوکِ زباں تک  
 تابانیاں پھیلی ہیں تری کونِ مکان تک  
 یوں ٹھو کریں کھاتا پھروں دنیا کی کہاں تک  
 ان ذروں کو پہنچا دے کوئی کا ہکشاں تک  
 تھم جائیں بلال اب کہیں اشکِ ندامت  
 شامل ہے کرم اُن کا ترے سیلِ دُاں تک



نہک سے بھی کہیں اُونچا مقام فرشیاں ہوگا  
خطیب مسجد اقصیٰ امام عرشیاں ہوگا

میرا ایمان ہے رضواں ہر اک جلوہ دیاں ہوگا  
مگر طیبہ کا منظر تیری جنت میں کہاں ہوگا

مبارک ہوگا وہ سجدہ، وہ سجدہ کامراں ہوگا  
وہ سجدہ تصور میں جو تیرا آستان ہوگا

ترئی اک جنبش لب پر مرے اُمتی لقب آقا  
یہ عالم ہم زباں ہوگا وہ عالم ہم زباں ہوگا

یہ اک پہچان ہوگی رحمتِ عالم کی محشر میں  
کہ کملی سائتباں ہوگی بحومِ عاصیاں ہوگا

خدا رکھے تمہارے دامنِ رحمت کی رحمت کو  
یہی دامن قیامت میں پناہِ عاصیاں ہوگا

تصدق ابروئے سرکار پر محرابِ کعبہ ہے  
تو صدقے ناخنِ پاؤں پہ آسمان ہوگا



تیرا کرم خدا کے کرم کی دلیل ہے  
تیری عطا عطا نے خدا نے عطا ہے

اُس جا نزولِ رحمتِ رب جلیں ہے  
جس جا حضور آپ کا ذکرِ جمیل ہے

القدر سے یہ منزلِ اسری کی رفعتیں  
اک اک قدم پہ صدقے پر جبریل ہے

اے جلوہ خدا کے امیں میں ترے نثار  
قرآن تمام جنبشِ نسب کی دلیل ہے

ترے گناہگاروں کو محشر کا غم نہیں  
جب تو کفیل ہے تو خدا بھی کفیل ہے

آقا! تمہارا نقشِ کعبِ پاہبان میں  
ہر منزلِ مُراد کا اک سنگِ میل ہے

وہ بے نیازِ پریشِ اعمال ہو گیا  
یومِ حساب جس کا محمد و کبیل ہے

سایہ ہلالِ پر خیمِ ابرو کا ڈال دو  
آقا! ہلال بھی اسی خم کا قلیل ہے



بساطِ بزمِ عالمِ مطہر اتوار ہو جائے

جو بے پردہ سرفاراں جمالِ یار ہو جائے

محمد کو پکارے جب کوئی بحرِ حوادث میں

بھنورِ حکمران کے رہ جاتے ہوا تو ار ہو جائے

وہ اک لوحِ جہیں معراج ہے حُسنِ عباد کی

جو وقفِ آستانِ ستیہ ابرار ہو جائے

حضورِ سرورِ طیبہ پہنچ کر کاش ایسا ہو

یہ بیمارِ مدینہ اور بھی بیمار ہو جائے

یہ حُسنِ بہتہ تمام اللہ اکبر بزمِ سری کا

کہ ساکتِ احترامِ اوقات کی رفتار ہو جائے

اُسے خدشہ نہیں خورشیدِ عشر کی تمازت کا

میتھر جس کو تیرا سایہ دیوار ہو جائے

ہلالِ نوکروں قربانِ اُس کی چشمِ و ابرو پر

جسے غارِ مرا کے چاند کا دیدار ہو جائے



تھی بقا جن کے لئے آبِ بقا سے پہلے

ہائے دنیا سے سدھارے دُہی پیسے پہلے

آج بھی ہے دُہی تسلیم و رضا سے پہلے

رسم جو ڈال گئے تیرے نواسے پہلے

ایسا لگتا ہے کہ تخلیقِ حق سے پہلے

کوئی آیا نہ ادمِ آبدِ پا سے پہلے

ردِ حق کعبہ ہو سو جان سے قرباں جس پر

ایسا سجدہ نہ کیا سرخِ قبلہ سے پہلے

حُسن تھا مکملِ حُسن کا اظہار نہ تھا

جلوۂ سیدِ لولاکِ لما سے پہلے

دردِ عشقِ غمِ احمد ہے دو عالم پہ محیط

آسمانی وسعت تھی کہاں غم کی عطا سے پہلے

لفظِ گُن ایک بہانہ تھا خدا شاہد ہے

دور نہ سب کچھ تھا تری ذات میں لا سر پہلے

ماہِ کامل میں ضیاء تھی نہ ہلائیِ نو میں

تیرگی تھی تری گردِ کُفِ پا سے پہلے





وہ اپنے لئے دُڑ میں رول رہے ہیں  
جو اپنی خوشی میں تراغم گھول رہے ہیں

منہ چومتی ہیں ندرتیں اُن اہل قلم کا  
توصیفِ محمدؐ میں جوب گھول رہے ہیں

آقا! مری امداد کو آؤ کہ فرشتے  
میزانِ قیامت میں عمل تول رہے ہیں

تقدیر ترا نقش کف پا ہوا جن کو  
سجدے وہی کونین میں انول رہے ہیں

یہ فینِ نظر کس کا ہے محشر میں فرشتے  
میرے لئے فردوس کے در گھول رہے ہیں

دیکھا ہے ترے کوچے میں کونین کے آقا  
ہاتھوں میں امیروں کے بھی کھول رہے ہیں

نور آ بھی گیا نور سے دل کر شبِ سری  
جبریلؑ ابھی اُرنے کو پرِ تول رہے ہیں

کس ہاشمی شہزادہ کی آمد سے چین میں  
محلِ صلی علیٰ صلی علی بول رہے ہیں

پکول پہ مری اشک تیرے ہجر میں آقا!  
موتی سے شبِ تارِ الم بول رہے ہیں

بیٹھا ہے بدل آج سرِ گلشنِ مدحت  
مصرعِ تری تو صیف کے گلِ تول رہے ہیں



غم رسولؐ میں پھر اشک بار ہونے دو  
کہ رحمتوں سے مجھے ہم کستار ہونے دو

ثقلینِ احمدِ عالی وقار ہونے دو  
نزولِ رحمت پروردگار ہونے دو

نسیمِ باغِ مدینہ کو راستہ دے کر  
علاجِ دردِ دلِ داغدار ہونے دو

سہارا لینے دو اُس ناخدا نے عالم کا  
یمِ الم کے تھپیڑوں سے پار ہونے دو

مجھے نہ رو کو زمیں والو آسماں والو  
محمدؐ عربی پر نثار ہونے دو

نظرِ نظر کو بنانا ہے محوِ نظارہ  
کسی کے کوچے کا گرد و غبار ہونے دو

جھکنے دو مجھے دبیزِ مُصطفیٰ حبیبیں  
کہ ذوقِ سجدہ برا آشکار ہونے دو

بنا کے حُسنِ محسن کا دل کو تذرانہ  
چراغِ طیبہ کی نو پر نثار ہونے دو

ہلا آئے کے سہارا انہیں کے جلووں کا  
رُوشِ روش پر اُجلے نثار ہونے دو



اتنا مایوس نہ ہو اے دلِ ناکام بھی  
 ہیں دو عالم میں مستند کے کرم عام بھی  
 درد کے ماروں کو آجائے گا آرام بھی  
 آنے والا ہے مرے لب پہ ترا نام بھی  
 میری دنیا میں کہاں تیرگی شام بھی  
 ہیں تصور میں مدینے کے در و بام بھی  
 یوں تسلی سی سرِ حشر کوئی دیتا ہے  
 ہونے والے ہیں گنہگاروں پہ اکرام بھی  
 لاکھ طوفانِ حوادث سہی منجد ہا رہی  
 بے سہاروں کا سہارا ہے ترا نام بھی  
 میں کہاں اور تیری نعت کا اسلوب کہاں  
 غائبانہ ہیں یہ مجھ پہ ترے اکرام بھی  
 ارضِ طیبہ کے تقدس کا تقاضا ہے ہن  
 سجدۂ شکر ادا کرنا ہے ہر گام بھی



یہ لالہ زار سدا بے خزاں نظر آیا

مدینہ غیرتِ باغِ جہاں نظر آیا

وہ نورِ دیدہ و دل میں نہاں نظر آیا

مکان، مکانِ حرمِ لامکان نظر آیا

ترا جہاں خدا کا جہاں نظر آیا

ترا مکانِ خدا کا مکان نظر آیا

کہہ پتا وہ غریباں کو ڈھونڈنے والا

کہیں وہ چارہ بے چار گاہ نظر آیا؟

ترے وجود سے تکمیل کائنات ہوئی

ترے نشان سے خدا کا نشان نظر آیا

اُسی کو حاصلِ کعبہ سمجھ لیا میں نے

کہ ترا نقشِ کعبہ پا جہاں نظر آیا

یہی ہلالِ ترے آستان پہ حاضر ہے

یہی ہلالِ سرِ آسماں نظر آیا



سکونِ زیست ہے دل کا قرار ہے ساقی  
 نفسِ نفسِ کرم بے شمار ہے ساقی  
 ترا کرم، کرم کردگار ہے ساقی  
 جو آنکھ غم میں ترے اشکبار ہے ساقی  
 فروغِ حسنِ ازل جلوہ بار ہے ساقی  
 ادھر بھی بارشِ انوار کا کوئی چھینٹا  
 بہشت بھی ہے بہاروں کا گلستاں لکین  
 مدِ نجوم کی سجِ دھجِ تمام نور و ظہور  
 ترا جمالِ کتابِ خدا کا آئینہ  
 جسے بلاترے قدموں کی دھول کا صفہ  
 قبلے دھرنے پاتی ہیں وسمیں جس سے  
 حضورِ داوڑِ محشر ہر ایک کے لب پر

غمِ رسولِ بہت پامدار ہے ساقی  
 یہ خاصِ رحمت پروردگار ہے ساقی  
 کہ تو شکستہ دلوں کی پکار ہے ساقی  
 وہ رحمتوں سے بہت ہمکنار ہے ساقی  
 نزولِ رحمت پروردگار ہے ساقی  
 کہ فردِ جرم بہت داغدار ہے ساقی  
 کچھ اور تیرے چمن کی بہار ہے ساقی  
 یہ تیرے کوچہ کا گرد و غبار ہے ساقی  
 تو مشرقِ آئینہ پروردگار ہے ساقی  
 مری نظریں وہی تاجدار ہے ساقی  
 وہ تارِ اک تیری کلی کا تار ہے ساقی  
 ترا ہی ذکر ہے تیری پکار ہے ساقی

بلالؓ میں جو تڑپ تھی بلال کو بھی ملے  
 کہ یہ اُسی کے لئے بے قرار ہے ساقی



میری ہستی کا ہر ذرہ چسپراغ طور ہو جائے  
 تیرے جلوؤں سے دامانِ نظر معمور ہو جائے  
 میرا ایمان ہے پھر عکسِ باطل دُور ہو جائے  
 جو ذکرِ مصطفیٰ سے شیشہِ دل چور ہو جائے  
 مُبارک اُس کا مرنا ہے مُبارک اس کا جینا ہے  
 جو دیوانہ سگِ کوئے نئی مشور ہو جائے  
 جو فرما دیں لبِ معجزِ نما سے سرورِ عالم  
 وہی آئین بن جائے وہی دستور ہو جائے  
 ستاروں کی چمک اُس کے مقدر کو کہاں پائے  
 مٹے اور مٹ کے جو اُس خاک میں مستور ہو جائے  
 ہلا آں اب جھولیاں بھر لے جمالِ ماہِ طیب سے  
 ہراک گوشہ ترے گھر کا مستاعِ نور ہو جائے



پوچھے نہ کوئی مجھ سے کہ کیا ڈھونڈ رہا ہوں  
محبوب کی منزل کا پستہ ڈھونڈ رہا ہوں

آنکھوں میں بسے اشکِ ندمت کا سمندر

قطرہ ہوں مگر موجِ خفا ڈھونڈ رہا ہوں

لے لے کے ترے دامنِ رحمت کا سہارا

دردِ غمِ عصیاں کی دوا ڈھونڈ رہا ہوں

تسکین کا باعث نہیں رضاں یہ بہاریں

جنت میں بھی طیبہ کی فضا ڈھونڈ رہا ہوں

مذہل و سیرین کہا تجھ کو خند نے

کملی میں تری شانِ خند ڈھونڈ رہا ہوں

والدہ مری زیت کا سامان یہی ہے

میں طیبہ کی گلیوں میں قضا ڈھونڈ رہا ہوں

سجدوں کے لئے آیہ مسجودِ ملائک

میں آپ کا نقشِ کفِ پا ڈھونڈ رہا ہوں

اے منظرِ انوارِ الہی کی تحبسی

جلوؤں میں ترے حسنِ خدا ڈھونڈ رہا ہوں

چمکا ہے ہلالِ آج مقدر کا ستارا

میں گردِ رہِ ماہِ دنی ڈھونڈ رہا ہوں



مقتدر اس قدر ہے اوج پر دیکھا نہیں جاتا  
 مراسر ہے کسی کی رہ گزر پر دیکھا نہیں جاتا  
 حقیقت میں خوشی سے بہرور دیکھا نہیں جاتا  
 وہ دل جس میں ترے غم کا اثر دیکھا نہیں جاتا  
 اسی کا نام ہے شاید کمال ذوقِ نظارہ  
 کہ کوئی سامنے ہے جلوہ گر دیکھا نہیں جاتا  
 کوئی منظر، کوئی جلوہ، کوئی جلوہ، کوئی منظر  
 جمالِ مصطفیٰ کو دیکھ کر دیکھا نہیں جاتا  
 تری مرضی ہے داتا بھیک دے یا اس کو ٹھکرائے  
 ترے سائل سے کوئی اور در دیکھا نہیں جاتا  
 بلائے تو کوئی موسےٰ کو طیبہ کی چٹانوں پر  
 کہ یہ جلوہ فسادِ طور پر دیکھا نہیں جاتا  
 جسے اللہ نے بنانا جسے اللہ نے مانا  
 ہلالِ اس کو بہ اندازِ بشر دیکھا نہیں جاتا



تکمیلِ کائنات کا عنوان تمہیں تو ہو  
 دُنیا میں حُسنِ منظرِ یزداں تمہیں تو ہو  
 نورِ خدا ہو صورتِ یزداں تمہیں تو ہو  
 ماہِ تمام مہرِ درخشاں تمہیں تو ہو  
 جبریلِ جن کے در کا ہے دریاں تمہیں تو ہو  
 دونوں جہاں کے واقعی سلطان تمہیں تو ہو  
 کون و مکاں تمہارا ہی عکسِ جمال ہے  
 بزمِ جہاں ہو شمعِ فروزاں تمہیں تو ہو  
 بچھوٹوں میں تم بہاؤں میں تم نکبتوں میں تم  
 آتشِ جمال گلستاں تمہی تو ہو  
 تاروں کی انجن میں تمہیں جلوہ ریز ہو  
 نورِ ازل کے نسبتِ تاباں تمہیں تو ہو  
 آقا ہلال پہ بھی ہوا کچشمِ التناات  
 کی جس نے سب کی مشکلیں آساں تمہیں تو ہو



قالبِ قوسین سراپا تری رعیتانی کا  
حُسنِ کونین ہے پرتو تیری انگریزانی کا

واسطہ تجھ کو ترے حُسنِ کاکیتانی کا  
دل سے احساسِ مٹا دے مرے تنہائی کا

دے جنبشِ مژگانِ مستمدِ دے  
چاکِ دامال ہوں مجھے خوف ہے رسوائی کا

اور کچھ اور فزوں اے خلشِ عشقِ نبیؐ  
کون کم بخت ہے محتاجِ مسیحائی کا

اپنے ہی نور کا آئینہ بنا کر دیکھا  
جب ہوا حُسن کو احساسِ خود آرائی کا

مرتے مرتے بھی بھرم رکھا ہے دیوانوں نے  
جذبہ شوق کا الفت کا بشکیبائی کا

نعت گوئی کا جلد اس سے سوا کیا ہو بلال  
بانگین فکر میں ہے لالہِ محسراتی کا



پیش نظر ہے جلوہ رسالت مآب کا  
 نظارہ مکر رہا ہوں خدا کی کتاب کا  
 تو آئینہ ہے حسن ازل کے شباب کا  
 تموؤں کو ترے تکتا ہے مستہ آفتاب کا  
 عالم تبارہا ہے چین کے شباب کا  
 باغ جہاں میں پھول کھلے گا کلاب کا  
 جس ارتقا پہ پہنچا ہے انسان کا شعور  
 یہ فیض ہے ترے کرم بے حساب کا  
 ہو کیوں نہ سرزمین نجف رشکِ آسماں  
 ہے فخر اس کو جلوہ گہ بو تر اسب کا  
 پُر نور ہو گا کنجِ لوح بھی مرا ہاتھ  
 پروانہ ہوں میں شمع رسالت مآب کا





نظر والوں نے دیکھا ہے نظر والوں کا ایماں ہے  
کہ صحرائے عرب کا خار بھی حباںِ گلستاں ہے

وہ برقِ طورِ سینا تھی یہ حُسنِ کوہِ قاراں ہے  
یہاں کا ذرہ ذرہ مرکزِ انوارِ بیداں ہے

قرارِ جانِ مضطر ہے علاجِ دردِ عصیاں ہے  
تمہارا نامِ نامی راحتِ قلبِ پریشاں ہے

سرِ محشر یہ کون آیا ہے کلی دوشِ پر ڈالے  
کہ میدانِ قیامت کی فضا رحمتِ بداماں ہے

ترمی غارِ حسد کی ایک خاموشی میرے آقاؐ  
مُکمل اک دبتاں ہے مُکمل ایک قرآن ہے

یقیناً ہے یہ طیبہ کی رُو پہلی شام کا صدقہ  
ازل سے لکشاں اب تک منور ہے درخشاں ہے

تُہی ہو شاہکارِ دستِ قدِ رست یارِ سول اللہؐ  
نبوتِ تم پر نازاں ہے مشیتِ تم پر نازاں ہے

شبِ غم ہے تصور میں بلاکِ گنبدِ خضریٰ  
مُزین پھر ستاروں سے میرا داماں مژگاں ہے



بندہ ہے مگر نوری مجھے کی طرح ہے  
کونین کے ماتھے پہ ستارے کی طرح ہے

پر تو تراجمت کے احاطے کی طرح ہے  
سایہ تیرا اللہ کے سائے کی طرح ہے

اے مثلِ علیٰ رضی اللہ عنہ پر نور کی جالی  
جنت کے ضیاء بار درتپے کی طرح ہے

اللہ رے یہ جلوہ گہ سیدِ نولاک  
خورشیدِ فلک بھی جہاں فتنے کی طرح ہے

قرآنِ ترے اوصافِ حمیدہ کا سراپا  
چہرہ تیرا قرآن کے چہرے کی طرح ہے

اے گوہرِ کونینِ تری یاد کا عالم  
انگشتِ تمنا میں نگینے کی طرح ہے

اسُنکتے کو سمجھیں گے فقط اہل بصیرت  
 ”ہر رُگِ شجر ایک صحیفے کی طرح ہے“

ہر زخم پہ میرے دل مجروح پہ میرے  
 پیوندِ قبا آپ کا پہلے کی طرح ہے

سائل کی صفت دیکھا ہلا آں فلک پر  
 غم آپ کی دبیز پہ کاسے کی طرح ہے



- مری دُعاؤں کو وہ درجہ قبول ہے  
کہ میں جو مانگوں مجھے صدقہ بٹول ہے

غم رسول سے بڑھ کر خوشی نہیں کوئی  
وہ خوش نصیب ہے جس کو غم رسول ہے

تمام عمر کے سجدے تمام ہو جائیں  
مری جہیں کو جو سنگِ در رسول ہے

مجھے تو عرش کے مقدر پہ رشک آتا ہے  
کہ جس کو گلشنِ زمزمہ کے سارے پھول ہے

کچھ اور لذتِ احساسِ غمِ مقدر ہو  
شبِ فراق کو یارب کچھ اور طول ہے

چمک دمک میں یہ ماہِ کمال ہو جائے  
بلاآں کو جو ترے آستان کی دھول ہے



موج کوثر کو تری چشم عطا تک دیکھا  
ابر رحمت تری زلفوں کی گھٹائ تک دیکھا

کھنکشاں سے یدِ نبیؐ کی ادا تک دیکھا  
ایک ہی جلوہ درِ غارِ حرا تک دیکھا

پردہ میم محمدؐ کی ادا میں چھپ کر  
ایک اللہ کے بندے کو خدا تک دیکھا

شانِ مژدہ و مژدہ و طہ کا ظہور  
کمل دالے تری کمل کی ادا تک دیکھا

یہ تو اک عکسِ غبارِ برہِ طیبہ تھا ترا  
جس کو جبریلؑ نے معراجِ دنیٰ تک دیکھا

زندگی بھر جو عنایت رہی اُن کی مجھ پر  
وہ ہی اندازِ کرم وقتِ قضا تک دیکھا

ماہِ و انجم کی نگاہوں نے ترے خم کو ہلال  
ناخنِ پائے محمدؐ کی ادا تک دیکھا



یادِ ہم ہوں دل سے خوفِ قیامت نکال دو  
سایہ گندگار پہ کھسلی کا ڈال دو

اشکوں کو میرے جلوہ رحمت میں ڈھال دو  
آقا میں رُوسیہ ہوں مرا مُنہ اُجال دو

رہ رہ کے آتے ہیں مرے لب پر سوال دو  
سوزِ اویسٹس دو مجھے سوزِ بِلال دو

اپنا گداز اپنی تڑپ اپنا اضطراب  
جھولی میں ڈال دو مری جھولی میں ڈال دو

ہو جائے زندگی غمِ دوراں سے بے نیاز  
تم اپنی فکر دو مجھے اپنا خیال دو

یا مجھ سے چھپیں لو مرا ذوقِ نگاہ بھی  
یا پھر مری نگاہ کو تائبِ جمال دو

رُوئے بِلالِ ماہِ درخشاں دکھائی دے  
اس پر ذرا سی خاکِ مدینے کی ڈال دو





دامنِ مژگاں اگر اشکوں سے غم ہوتا رہے  
کچھ نہ کچھ بار اَلَم ممکن ہے کم ہوتا رہے

پھر شبِ غم ذکرِ تیرا دم بدم ہوتا رہے  
پھر حدِ میثِ دل کا افسانہ رقم ہوتا رہے

ساقی کوثر کا میخانہ مرا ایمان ہے  
جامِ حجم کا کیا کردوں میں جامِ حجم ہوتا رہے

رفتِ کونین سے اُونچی ہیں اُس کی فعتیں  
سرکھ پائے محمدؐ پر جو جسم ہوتا رہے

اک یتیم آئینہ اور آئیہ گیتی پناہ  
یوں بیانِ بدستِ حُسنِ اَتَم ہوتا رہے

تیرے دیوانوں کو حق کہتا ہے نوکِ دار پر  
گھر کا گھر لُٹتا رہے یا سرِ قلم ہوتا رہے

یہ بلالِ آسماں اور اس کا ہر اندازِ خم  
فیضِ یابِ نمیز بُرجِ قسَم ہوتا رہے



وہ گھر ہمیشہ نور کی بارہ دری رہے  
 جس گھر میں ماہِ طیبہ تری روشنی رہے  
 سب گھر اگر سرِ مژگاں بھی رہے  
 تیرہ شبی کا خوف نہ تیرہ شبی رہے  
 اُس کی لحد پہ پھولوں کی چادر تھی رہے  
 جس کے کفن میں بوئے گلِ ہاشمی رہے  
 محمدِ درہ مدینہ جو رخ پر بھی رہے  
 دنیا تمام سرِ ٹچے دیکھتی رہے  
 اُسکوں کی راہِ غم میں ترے شبی رہے  
 زخمِ جگر کے پھولوں پہ اک تازگی رہے  
 محمدِ وقتِ نزع آپ کی جلوہ گری رہے  
 وہ آئینہ بنوں کہ اسل دیکھتی رہے  
 جھولی میں میری ڈال دے یارب غمِ رسول  
 یہ غم رہے تو پھر نہ غمِ زندگی رہے

بائیں پہ آج رُوئے میحاً ہے بے نقاب  
اسے کاش یہ کتاب ابد تک کھل رہے

ہو چاکِ دل پہ سایہِ شرگانِ مُصطفیٰ  
پھر کیا مجھے ضرورتِ بنیہِ گرمی رہے

دیکھوں اٹھلکے آنکھ یہ میری کہاں مجال  
وہ سامنے رہیں میری ڈھارس بندھی رہے

تو ہے رکابِ توسنِ ماہِ دنیٰ ہلال  
پھر کیوں نہ خم میں حُسن رہے دکھائی رہے



آئی تھی کیا حلیمہؓ مقدر لے ہوئے  
گھر کو چلی ہے نور کا پس کر لے ہوئے

ہاتھوں میں کوئی لاشہٗ اصغر لے ہوئے  
تنہا کھڑا ہے قوتِ حیدر لے ہوئے

اے جانِ کائنات تری بارگاہ میں  
آیا ہوں میں بھی اپنا مقدر لے ہوئے

کیا پوچھتے ہو طیبہ کے دشتِ جبل کی بات  
اک اک روش ہے خلد کا منظر لے ہوئے

اللہ رے یہ ساقی کوثر کا اہتمام  
ہر تشنہ لب ہے ہاتھ میں ساغر لے ہوئے

غارِ حرا کے چاند تری گردِ راہ کو  
جبریلؑ اڑ رہے ہیں پروں پر لے ہوئے

یارب کبھی تو اس مہ کوئین کے حضور  
پہنچے جلال بھی دلِ مضطر لے ہوئے



کیا وصف لکھوں آیہ رحمت نظری کا  
خوں روتا ہے احساس مری بے بُنری کا

ہر بات تری مصحفِ یزداں کا تکلم  
ہر لفظ ہے آئینہ تری حکمتِ درمی کا

اے خارِ مغیلاں تجھے آنکھوں سے لگاؤں  
ارماںِ دل صد چاک میں ہے بنجیہ گری کا

جبریل سے پوچھو پرِ حبیبِ ریل سے پوچھو  
مشکل ہے تصور بھی مقامِ بشری کا

مریم کی قسم دامنِ مریم کی قسم ہے  
بیٹے بھی ہے محتاجِ تری چارہ گری کا

دامن میں سمٹ آئی ہے کونین کی وسعت  
اللہ رے پھیلاؤ قبائے بشری کا

اے منظرِ انوار الہی کی تجلی  
 منظر ہے نگاہوں میں تری جلوہ گری کا  
 بندہ دں کو حقیقت کے تعارف سے نوازا  
 حق تو نے ادا کر دیا پیغامِ بری کا  
 سیراب ہیں کونین کے گلشن کی فضائیں  
 کیا کہنا ترے قدیمِ رحمت کی تری کا  
 جب جلوہ بجاں اُن کا دکھائی نہیں دیتا  
 ہوتا ہے پھر احساسِ مجھے بے بصری کا





بہ ایں حُسنِ کرم دیں گے بہ ایں شانِ سخا دیں گے  
وہ خود ہی بھیک دیں گے خود ہی منگوتوں کو دُعا دیں گے

تہی داماں نہ گھبراؤ طلب سے ماورا دیں گے  
حبیبِ کبریا دیں گے محمد مصطفیٰ آ دیں گے

مری شبِ ہلے غم کی تلخیاں بیکسِ مرثا دیں گے  
رُخِ روشن سے جب وہ اپنی زلفوں کو ہٹا دیں گے

سمجھ سے ماورا دیں گے طلب سے ماورا دیں گے  
وہ ہیں حاجت روا دیں گے وہ ہیں مشکل کشا دیں گے

میرے زخموں کو مانسِ دیدِ بیضابنا دیں گے  
نُحْذہ اپنا پیوندِ قبا ان پر لگا دیں گے

دل مضطر نہ گھبرا چل تو دہیزِ محمد پر  
مکمل زندگی دیں گے مکمل آسرا دیں گے

وہ خُسنِ لم یزل ہیں آئینہ ہیں خُسنِ فطرت کا  
میں ذرہ ہوں مجھے اوجِ ثریا سے ملا دیں گے

اُڑوں گا جب شبِ سرئی کے منظر کی تمست میں  
میری پرواز کو رُوحِ الایں کے پر ہوا دیں گے

بلالِ اشکِ تمست جو تری پلوں پہ لرزاں ہیں  
وہ ان کو آبِ دے کر گوہرِ بحیت بنا دیں گے



محمد مصطفیٰ کا رُونے تاں دیکھ لیتے ہیں  
 جو ہیں اہل نظر قرآن میں قسراں دیکھ لیتے ہیں  
 جو مریجاتے ہیں داغ آرزوئے کرم خدا کا  
 وہ ہر گوشہ لحد کا گل بد اماں دیکھ لیتے ہیں  
 مشیت خود پہنچتی ہے مری مشکل کُٹائی کو  
 محمد جب میرا حال پریشاں دیکھ لیتے ہیں  
 برستے ہیں حسرتِ مصطفیٰ سے آج بھی جلوے  
 ملا جن کی نظر کو نورایاں دیکھ لیتے ہیں  
 وہ کب آتشِ جنت کو لاتے ہیں بگاہوں میں  
 جو دیوانے مدینے کا سیاہاں دیکھ لیتے ہیں  
 مدد اے جلوۂ مرگانِ چشمِ رحمتِ عالم  
 جہاں ولے مرا چاکِ گریباں دیکھ لیتے ہیں  
 جنہیں بخشا ہے ذوقِ آبلہ پانی مشیت نے  
 وہ حُسنِ سُرخِ خارِ منسیلا دیکھ لیتے ہیں  
 بلا آگِ گسبِ خضرِ می کا جلوہ دیکھنے والے  
 شبِ غم کے اندھیروں میں احساں دیکھ لیتے ہیں



اگر طیبہ نہ ہوتا دیکھنے کو  
تو پھر دنیا میں کیا تھا دیکھنے کو

نہ لپ کو ہر تماشا دیکھنے کو  
نظر مانگو وہ جلوہ دیکھنے کو

وہ جس نے دیکھا ہے اک بار طیبہ  
تڑپتا ہے دو بارہ دیکھنے کو

ترستی ہیں الہی میری آنکھیں  
محمد کا مہینہ دیکھنے کو

یم رحمت نے دھویا ایسا دامن  
رہا کوئی نہ دھبہ دیکھنے کو

اگر تکمیل حج کی چاہتے ہو  
چلو کعبے کا کعبہ دیکھنے کو

شبِ اسری محمد کو بلایا  
خدا نے اپنا جلوہ دیکھنے کو

نظر آئے مینہ ہی مینہ  
وہ آنکھیں دے خُدا یا دیکھنے کو

چلا تھا نور سے جب نور مٹنے  
زمانہ رُک گیا تھا دیکھنے کو

ترستے تھے جہاں قطرے کو پایا  
وہاں دریا رواں تھا دیکھنے کو

ہلالِ گسبِ خضرِی سے پہلے  
نہ بتا تھا احباب لا دیکھنے کو



سب بھول گیا غم جو بے اہلِ تم سے  
کچھ بھی نہ رہا یادِ محنتِ کرم سے

مریم کے تقدس سے نہ عیسٰی کے کرم سے  
دل زندہ ہوئے روحِ دو عالم ترے دم سے

ماتا ہے فقط اُن کی عطا ان کے کرم سے  
یہ درد خرید نہیں جاسکتا درم سے

کہنا یہ بعدِ عجزِ صبا شاہِ اُم سے  
مرتہا ہے کوئی دُورِ یطیب کے الم سے

جاؤں گاشت کرتا ہوا ملکِ عدم کو  
آیا ہوں شہر کرتا ہوا ملکِ عدم سے

ہم بیٹھے ہیں اب سایہِ رحمت میں نبی کے  
اب آنکھ بلا گردِ شہرِ دوراں ذرا ہم سے



کوئین تسلط میں مگر فقر کی یہ شان  
 پتھر ہے بندھا صاحبِ فاراں کے شکم سے  
 یہ دشتِ مدینہ بے تو کیا ہوگا مدینہ  
 کانٹا بھی یہاں کا ہے فزوں باغِ اِرم سے  
 قرآن ہے صورتِ تری تو صورتِ قرآن  
 لکھا ہے مشیت نے تجھے اپنے قلم سے  
 یہ کابکشاں ماہِ دو کو اکب ہوئے روشن  
 اے پیکرِ انوارِ توی گرِ قدم سے  
 اب موقعہ ہے تو فردِ عمل سامنے رکھ دے  
 وہ آج نظر آتے ہیں مائل بہ کرم سے  
 اے راتوں کو اُمت کے بے جاگنے والے  
 میں بھی ہوں پریشان شبِ تارِ الم سے  
 چمکے گا ہلالِ اوجِ ثریا پہ کسی دن  
 پھر حُسنِ بے گانہِ خمِ محرابِ حرم سے



غم رسولؐ کی دولت کو پاس رہنے دے  
یہی ہے اصل خوشی کی اساس رہنے دے

نہیں یہ بات قرین قیاس رہنے دے  
مدینہ چھوڑ کے جینے کی اس رستہ دے

پکارتا ہے جو مشکل میں یا رسول اللہ  
ترا کرم اُسے پھر کئی ادا پس رہنے دے

وہ آپؐ مصحفِ ناطق ہے آپؐ قرآن ہے  
کتابِ دل میں ہی اقتباس رہنے دے

فُرات میں تری دریا دل سے واقف ہوں  
بُجائی آلِ محمدؐ کی پیاس رہنے دے

میں عندلیبِ حنین زارِ مصطفیٰ ہوں مجھے  
الہی گنبدِ خضریٰ کے پاس رہنے دے

بِلالؓ ہونا ہے ماہِ تممِ تجدد کو اگر  
غبارِ طیبہ کا تن پر لباس رہنے دے



ترے جلوں سے انوارِ حقیقت دیکھنے والے  
خدا کو دیکھتے ہیں تیری صورت دیکھنے والے

مرے ارماں میں شوقِ زیارت دیکھنے والے  
میرے آقا سے کہنا میری حالت دیکھنے والے

بہا بھی دے اسے تو درطرحِ رحمت کی موجوں میں  
کرم کر لے میری فردِ ندامت دیکھنے والے

دُعائیں مانگت اور دامنِ اُمید بھرنے  
اُنٹھے جب پردہٴ بابِ اجابت دیکھنے والے

تھی بتلاتی جنت کو لیکر کیا کریں رضوان؟  
بہارِ روضہٴ خستم رسالت دیکھنے والے

مناجِعِ عید میں قربانِ کردوں اُن کے قدموں پر  
ہلالِ گنبدِ خضریٰ کی رفعت دیکھنے والے



سجدے جو رہیں درحباباں نہیں ہوتے

سجدے وہ جہینوں پہ درخشاں نہیں ہوتے

وہ مستحقِ رحمت یزداں نہیں ہوتے

جو اپنے گناہوں پہ پشیاں نہیں ہوتے

موجیں نہیں ہوتی ہیں کہ طوفاں نہیں ہوتے

لیکن یمُ الفست میں پریشاں نہیں ہوتے

رحمت کی گھٹاؤں سے وہ محروم ہیں گے

جو زلفِ محمدؐ کے ثنا خواں نہیں ہوتے

جو تیرے لئے زخمِ جگر کو نہ سبائیں

تقدیر میں اُن کی گلِ خنداں نہیں ہوتے

ذکرِ دُرِ دندانِ محمدؐ ہو جہاں بھی

وہ گھر کبھی محتاجِ چراغاں نہیں ہوتے

آرام گہرِ نور ہے، یہ جائے ادب ہے

دیوانے یہاں چاکِ گریباں نہیں ہوتے

جو تیرے بھکاری ترے ٹکڑوں سے پلے ہیں

دنیا میں کبھی وہ تہی داماں نہیں ہوتے

یہ عظمتِ دربارِ نبوت کوئی دیکھے  
 جبریلؑ سے کم رتبے کے درباں نہیں ہوتے  
 طوفانِ حوادث میں ہستالِ اُن کا کرم دیکھ  
 کشتی کے لئے اتنے پریشاں نہیں ہوتے



یہ تسلسل اشک ہائے دیدۂ خوں یار کا  
 حال اب دیکھا نہیں جاتا ترسے بیمار کا  
 یہ بھی ہے اک معجزہ اسری کی شب سرکار کا  
 دفعتاً رُک جانا در پر وقت کی رفتار کا  
 یا رسول اللہ صدقہ حیدرِ کرار کا  
 کوئی حل میری مصیبت کا برسے آزار کا  
 وسعتِ کونین کا دامن ہے ممنونِ کرم  
 کلی ولے کی قسم کلی کے اک اک تار کا  
 کائناتِ حسن کی رعنائیوں کا ہے امیں  
 ایک اک حلقہ نبیؐ کے گیسوئے خمدار کا  
 دشتِ طیبہ کی طلبِ برگام پر بڑھتی رہی  
 پاؤں کے چھالوں پہ یہ احساں ہے نوکِ خار کا



اے دم عیسے کوئی صورت مداوایکجے  
درد کا، غم کا، الم کا، رنج کا، آزار کا

اب خدا را اہستامِ جلوہ آرائی ذرا  
دم بکل جائے نہ تیرے طالب دیدار کا

گرہِ دل کو نین کے ہر زاویے سے عیاں  
محور کو نین پر نقطہ برقی پر کار کا

بذر کی صورت درخشاں تھا ہلالِ نو کبھی  
اب یہ عالم ہے کہ جیسے نقش ہو دیوار کا



کیا شعور و کیف ترے دُرد کے ماروں میں ہے  
 اللہ اللہ کتنی لذتِ رات کے نالوں میں ہے  
 کب سکوں وہ بادشاہوں کی طرگِ جاہوں میں ہے  
 جو سکوں آفتِ تری دیوار کی چھاؤں میں ہے  
 کہکشاں کی مانگ میں ہے چاند کے بالوں میں ہے  
 ترے تلووں کی ضیاءِ دنیا کے آئینوں میں ہے  
 ساری دُنیا میں کہیں ملتی نہیں جس کی مثال  
 خُتے تسلیم و رضا جو کر بلا والوں میں ہے  
 یہ سلاطینِ زمانہ کیا ہیں یہ کچھ بھی نہیں  
 بادشاہی تو تری دہیز کے ٹکڑوں میں ہے  
 اُس سے ہر اہلِ فردِ لیتا ہے درسِ معرفت  
 اک وہ دیوانہ جو بطحا کے بیابانوں میں ہے

فرش ممنونِ تجلی عرشِ ممنونِ ضیاء

”ایک ہی جلوہ دو عالم کے نہاں خانوں میں ہے“

اب سحر کی جستجو میری شبِ غم کو نہیں

کہکشاں پکوں پہ ہے ماہِ دنی آنکھوں میں ہے

وہ ہلال و بدر کے شبِ تاب جلووں میں کہاں

نور کا عالم جو طیبہ کے گلی کو چوں میں ہے



ہیں حلقہ ہاتے زلفِ محمد خیال میں  
کیسے میں آؤں گردشِ دورانِ کجِ حال میں

جب آپ آگئے میری بزمِ خیال میں  
موتی سمجھتے میں نے حریمِ جمال میں

یہ حُسنِ کہکشاں میں نہ بدرِ کمال میں  
جو ضوِ فشانیاں ہیں دنی کے ہلال میں

میری دُعا ہے بارگہ ذوا بجلال میں  
جب موت آئے آتے تھکے خیال میں

اک اک خوشی جہاں کی غمِ مُصطفیٰ کے بعد  
بے کیف بے ثبات تھے میرے خیال میں

صد شکر لب پہ نامِ تہا را لحد میں تھا  
ورنہ میں پھنس گیا تھا جوابِ سوال میں

اک جنبشِ نگاہِ کرمِ رحمتِ تمام  
مُجرم ہوں معصیتِ ہر کیسے بال بال ہیں

یا اس پہ نقش ہے سُم رہوارِ مُصطفیٰ  
یا ناخنِ رسولِ کائناتِ ہلال میں

اک قلمِ رحمت ہیں وہ اک فیض کا چشمہ  
اک منبعِ اکرام ہیں اک فضل کا دریا  
اندازِ کرم اُن کا ہے دنیا سے ترالا  
آتما ہے فقیروں پہ اُنہیں پیار کچھ ایسا

خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

بیمارِ مدینہ ہوں میں بیمارِ مدینہ  
بجھتی ہوتی آنکھوں کو دکھا دیجئے چہرہ  
درمانِ ہلالِ آپ کا دیدار ہے واللہ  
دے ڈالئے اپنے لبِ جانِ بخش کا صدقہ  
اے چارۂ دل دردِ حسن کی بھی دوا ہو



## تضمین بہ نعت حضرت حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کچھ ایسا تصور میں ترے محو ہوا ہو      بیمارِ الم شدتِ غم بھول گیا ہو  
آنکھوں میں لے لے حسرت دیدار پڑا ہو      دل درد سے سہل کی طرح لوٹ رہا ہو

سینے پہ تسلی کے ترا با تھ دھرا ہو

تُم بزمِ دو عالم کی تجلی ہو ضیا ہو      تُم خالقِ کونین کے جہلوں کی ادا ہو  
تُم مطلعِ انوار ہو تُم ماہِ دنیٰ ہو      تُم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو  
اللہ کو معلوم ہے کیا جانتے کیا ہو

ہاتھوں میں لئے کاسۂ ہمد کھڑا ہو      سرکار کے دامن کی ہوا مانگ رہا ہو  
دمِ آنکھوں میں اٹکا ہو یہ اک لبِ فغا ہو      گر وقتِ اجل سرتیری چوکھٹ پہ جھکا ہو  
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

کھل جاتیں خرابات کے دروازے بھی اُس پر      دے جامِ کوئی اس کو مے ناب کا بھر کر  
رضواں اُسے دکھلاتا پھرے خلد کے منظر      دے وقتِ نزع اُس کو اگر جو بھی ساغر  
مُنہ پھیر لے جو تشنہ دیدار ترا ہو

تربت رہے آباد پس مرگِ الہی      رہ جاؤں نہ ناشاد پس مرگِ الہی  
کیجو میری امداد پس مرگِ الہی      مٹی نہ ہو برباد پس مرگِ الہی  
جب خاک اڑے میری مدینے کی ہوا ہو



# مُبَارک ہو

شعور و فکر کی پاکیزگی مُبارک ہو  
 متاعِ مدحتِ ذاتِ تہی مُبارک ہو  
 چمک رہا ہے ہلالِ حُبِّینِ بابِ حرم  
 دل و نگاہ کو یہ روشنی مُبارک ہو  
 پروازِ جالندھری





ہلال جعفری پاکستان کے ان معدومے چند نعت گوؤں میں سے ایک ہیں جن کے کلام میں نعت گوئی کے تمام اوصاف بہم نظر آتے ہیں  
نعت قصیدے ہی کی ایک شکل ہے جس میں فرق صرف اتنا ہے کہ قصیدے کی تحریک بھیت و نیادی مفادات کے پیش نظر ہوتی ہے جب کہ نعت خالصتاً عقیدے کے بطن سے اور حبیب رسول صلعم کے نتیجے میں تخلیق ہوتی ہے وہ شاعر جس نے محبت کی ہے اس کی غزل اور شاعری میں جو کس اور گداز ہو گا وہی کچھ اس نعت گو کے کلام میں بھی نظر آئے گا جو غمخیز عربی کی ذات والا صفات سے گہری محبت و عقیدت رکھتا ہے۔ اور ان کی الفسفہ اس کے دل و ذہن کی آبیاری ہوتی رہتی ہے۔  
ہلال جعفری کی ہر نعت میں غمخیز عربی کی ذات پاک سے ایک دالہانہ عشق پایا جاتا ہے جیسا کہ ان کے بہت سے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے :

پر دوزخ میں جو کہ دل بھوم رہا ہے چکی میں قلم لبق غم کی شائے

قصیدہ گو اپنے ممدوح کی تعریف میں اس کی کرسی کے پائے کے نیچے نوافلاک کو دکھاتا ہے محض اس امید میں کہ شاید ممدوح خوش ہو کر اسے انعام و کرام سے نواز دے جب کہ نعت گو اک ایسا شاعر ہے جو طلب تو کرتا ہے لیکن اس کی طلب محض حسن و عقیدت کا انجام ہوتی ہے اور وہ عقیدت ایمان و اعتقاد سے بھڑکتی ہے۔

ہلال جعفری سیرت رسول صلعم کے بہت سے گوشوں سے واقف ہیں پس لئے ان کی نعت میں حقائق کی عکاسی جلوہ گر نظر آتی ہے اور ان کی رسول اللہ کی ذات بابرکات سے جو دالہانہ محبت و عقیدت ہے ان کی نعتوں میں وہ تغزل کا رنگ پیدا کیا ہے جس سے ان کے ممدوح ان کے مجازی اور حقیقی محبوب نظر آتے ہیں۔

خدا ان کے اس رنگ کو اور نکھار سے اور سیری و علیہ کہ ان کے تصرف میں جو عقیدت اور محبت کے فراوان جذبات ہیں تازہ نگ وہ سرور نہ ہوں۔ آمین

ڈاکٹر سید مقصود زاہدی